نمبر ۱۰۴ | مورخہ ۳۰ مئی سنہ ۱۹۳۰ء | یوم جمعہ | مطابق ۳۰ ذوالحجہ سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے اچھی ہے ؛

صاحبزادی امۃ النصیر سلمہا اللہ تاحال بیمار ہیں ۔ اور بہت کمزور ہوگئی ہیں ۔ احباب صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں

مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل ۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب اور مولوی عبدالواحد صاحب مولوی فاضل کشمیری کریم پورہ ضلع جالندھر مناظرہ کے لئے بھیجے گئے ؛

۲۶ ؍ مئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یوم وصال تھا ۔ اس تاریخ توکل انجمن قادیان نے بعد نماز عصر مسجد اقصےٰ میں جلسہ منعقد کیا ۔ جس میں مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے ذکر حبیب پر تقریر فرمائی ؛

الفضل ہفتہ میں تین ۳ بار

جیساکہ خریداران "الفضل" کا تقاضا تھا ۔ اور موجودہ حالات کے لحاظ سے ضروری ہے ۔ "الفضل" آئندہ خدا کے فضل سے ہفتہ میں تین بار شایع ہوا کرے گا ۔ ہر پرچہ ۱۲ ۔ صفحے کا ہوگا ۔ ایک پرچہ بڑھ جانے سے لازمی طور پر اخراجات میں اضافہ ہوگا ۔ ہم اس نسبت سے قیمت میں اضافہ نہیں کرتے ۔ بلکہ یہ یقین رکھتے ہوئے ۔ کہ احباب کرام الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے خاص طور پر جدوجہد فرمائیں گے ۔ اور اس طرح پر یہ کمی ایک حد تک پوری ہوجائیگی چندہ سالانہ میں صرف دو روپے کا اضافہ کیا جاتا ہے ۔

اب "الفضل" کا چندہ سالانہ

بجائے آٹھ روپے کے

دس روپے سالانہ ہے

اور ہندوستان سے باہر بارہ روپے سالانہ ۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے ۔ کہ وہ الفضل کو بیش از پیش خدمت بجالانے کی توفیق عطا فرمائے ۔ یہ بھی انتظام کیا جارہا ہے ۔ کہ الفضل تازہ سے تازہ اخبار ومضامین کے ساتھ مزین ہوکر جلد سے جلد پوسٹ ہوجائے ۔ اس سے پہلے دو روز اول کاپی لکھی جاتی تھی ۔ اور ایک روز اول چھپتا تھا ۔ آئندہ جس روز آخری کاپی چھپیگی ۔ اسی روز پوسٹ ہوجایا کریگا ۔ اب اس کے بعد جو ضمیمے نکلا کرتے تھے ۔ وہ نہیں نکلینگے ۔ اسی لئے ۲۸ مئی کا ضمیمہ شایع نہیں ہوا ۔ چونکہ یہ سلسلہ ۱½ ماہ تک جاری رہا ہے ۔ اس لئے ۸ ؍ فی خریدار فقط وصول کیا جائیگا ۔ جن خریداروں کی طرف سے ۱۲ ؍ وصول ہوئے ہیں ۔ ہم ان کو دوسرے حساب میں مجرا دیئے جائینگے ۔ (منیجر الفضل)

میٹرنس میں پاس ہونے والے طلباء

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے مندرجہ ذیل طلباء اس سال میٹرنس کے امتحان میں کامیاب ہوئے:۔

طلباء ہائی سکول قادیان

نمبر شمار	نام	حاصل کردہ نمبر
(۱)	محمد یامین خاں	۲۹۸
(۲)	محمد اقبال	۴۶۵
(۳)	سید محمد یعقوب	۴۲۳
(۴)	عبد المالک	۳۴۰
(۵)	منظفر علی خاں	۳۰۹
(۶)	محمد انور شاہ	۴۰۴
(۷)	محمد اسلم	۶۴۴
(۸)	محمد اقبال شاہ	۳۸۵
(۹)	منظور احمد	۳۱۴
(۱۰)	احمد	۴۲۴
(۱۱)	شیخ عطاء الٰہی	۳۳۶
(۱۲)	محمد منیر	۴۹۷
(۱۳)	عبد القادر خاں	۵۰۶
(۱۴)	محمد سعید احمدی	۴۴۴
(۱۵)	محمد احمد	۳۶۷
(۱۶)	محمود احمد	۳۳۷
(۱۷)	ظفر الحسن	۴۲۴
(۱۸)	محمد نصیر الدین	۲۹۱
(۱۹)	سلطان محمد احمدی	۴۱۰
(۲۰)	عطاء الرحمٰن	۴۰۶
(۲۱)	نواب خاں	۳۰۸

پرائیویٹ

(۱) حافظ مرزا ناصر احمد صاحب مولوی فاضل
(۲) محمد شریف
(۳) محبوب عالم خالد ۔ ادیب عالم
(۴) مولوی عبد الکریم خاں صاحب مولوی فاضل

لڑکیاں

(۱) امۃ اللہ صاحبہ بنت شیخ عبد الرحمٰن صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان
(۲) عزیزہ رضیہ صاحبہ اہلیہ مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان
(۳) سعیدہ رشیدہ صاحبہ بنت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم

ذکرِ حبیب علیہ السلام

۲۶ - مئی نمازِ عصر کے بعد مسجد اقصےٰ میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ کے بعض واقعات سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

آپ نے فرمایا۔ حضورؑ کو وفاتِ مسیح کے مسئلہ کے متعلق ایسا جوش تھا۔ کہ آپ کے پاس ایک مولوی صاحب آئے۔ درویش صفت اور منکسر المزاج تھے۔ انہوں نے حضورؑ کی بیعت کی۔ اور عرض کیا۔ میں اب واپس جانے والا ہوں۔ حضورؑ کچھ ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ آپ کیا کام کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ میں قرآن کا ترجمہ پڑھاتا ہوں۔ فرمایا۔ بس یہی نصیحت ہے۔ کہ جہاں کہیں متوفیک کا ترجمہ پڑھاؤ۔ تو یہ ترجمہ پڑھانا "میں تجھے وفات دینے والا ہوں"۔ اور جب فلما توفیتنی کا ترجمہ پڑھاؤ۔ تو وُہ یہ کہ "جب تو نے مجھے وفات دی"۔ آپ کے ذمے یہی ڈیوٹی ہے۔

ایک دفعہ مسجد مبارک میں میں نے حضورؑ کو ایک عربی قصیدہ سنایا جس کے ۱۳۲ شعر تھے۔ جب میں اس قصیدہ کے اس شعر پر پہونچا ۔ اتؤیدون بحمقکم دجالکم بحیات عیسےٰ سید الاموات

اے مخالفو۔ کیا تم اپنی حماقت و جہالت سے حیاتِ عیسےٰ کا عقیدہ رکھ کر دجال کو مدد دیتے ہو۔ حالانکہ عیسےٰ علیہ السلام سید الاموات ہیں۔ تو حضورؑ بہت ہی خوش ہوئے۔ اور فرمایا۔ خوب شعر ہے۔ اسے دوبارہ پڑھو۔ چنانچہ میں نے پھر وُہ شعر پڑھا۔

ایک دفعہ حضورؑ فرمانے لگے۔ بعض آدمیوں کے دلوں میں یہ خیال اٹھتا ہے۔ کہ ہم جو بار بار اپنی تصانیف میں وفاتِ مسیح کا ذکر کرتے ہیں۔ تو یہ شائد اس لئے ہے۔ کہ ہم لکھ کر بھول جاتے ہیں۔ اور ہمیں یاد نہیں رہتا۔ کہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے۔ مگر یہ بات صحیح نہیں۔ ہم تو اس لئے بار بار لکھتے ہیں۔ کہ کہیں لوگ یہ مسئلہ بھول نہ جائیں۔ جب حضورؑ اتنا کہکر اندرون خانہ تشریف لے گئے تو ایک احمدی ڈاکٹر جواب بھی زندہ ہیں۔ مگر غیر احمدی ہو گئے ہیں مجھے علیحدہ لے جا کر کہنے لگے۔ خدا کی قسم۔ یہی سوال میرے دل میں بار بار اٹھتا تھا۔ اور میں نہیں سمجھتا تھا۔ کہ حضورؑ کیوں بار بار وفاتِ مسیح کا ذکر کرتے ہیں۔ اور میں ارادہ رکھتا تھا۔ کہ حضورؑ سے اس مسئلہ کے متعلق دریافت کروں۔ مگر معاً حضورؑ نے خود ہی اس سوال کا جواب دے دیا اور میرے شک کا ازالہ ہو گیا۔ یہ حضورؑ کی فراستِ روحانی تھی۔

حافظ آباد میں ایک شخص تھا۔ الٰہی بخش اس کا نام تھا۔ اُسے کشاں کشاں ایک احمدی دوست اپنے ہمراہ لایا۔ اور کہا۔ چلو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ اپنی آنکھ سے دیکھ لو۔ وُہ بٹالہ میں آئے

اُس زمانہ میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے چیلے راستوں پر بیٹھ کر قادیان آنے والوں کو روکا کرتے تھے۔ اور کہتے وہاں جا کر کیا کرو گے وہ تو ایک دکان ہے۔ چنانچہ معاندین کا گروہ ان کے راستہ میں بھی حائل ہو گیا اور کہنے لگا۔ قادیان مت جاؤ۔ وہاں جا کر نعوذ باللہ ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ اُن کی باتوں کا اُس غیر احمدی دوست پر ایسا اثر ہوا۔ کہ وُہ واپس جانے کیلئے تیار ہو گئے۔ مگر ساتھ کے احمدی بھائی نے اُنہیں مجبور کیا۔ اور کہا۔ کرایہ میں اپنے پاس سے دونگا۔ آپ میرے ہمراہ قادیان ایک دفعہ ضرور چلیں۔ آخر وُہ راضی ہو گئے۔ اور قادیان آ گئے جب انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مصافحہ کیا۔ تو حضورؑ نے معاً فرمایا۔ بعض لوگ یہ بھی کہا کرتے ہیں۔ کہ یہ دکان ہے اور قادیان کے مرزا نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ طریق نکالا ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں۔ یہ دوکان ہی ہے۔ مگر مختلف دوکانوں سے مختلف سودا ملتا ہے۔ یہاں سے محبت الٰہیہ اور رضاء باریتعالیٰ کی خلعت فاخرہ انسان کو ملتی ہے۔ حضورؑ نے جونہی یہ فرمایا۔ اُس غیر احمدی دوست کے آنسو جاری ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ حضور میری بیعت قبول فرمائیں۔ حضورؑ نے بیعت لی۔ بعد میں وُہ بہت ہی مخلص ثابت ہوئے۔ اب فوت ہو چکے ہیں رحمۃ اللہ علیہ

میں جب پہلی مرتبہ قادیان آیا۔ تو بیعت کے بعد حضورؑ نے مجھے تین وظائف بتائے (۱) کثرت کے ساتھ آنحضرت صلعم پر درود بھیجنا (۲) استغفار کرنا۔ (۳) نماز سنوار کر ادا کرنا اور اپنی اپنی زبان میں دعائیں مانگنا۔

پیر سراج الحق صاحب نعمانی جب ابتداء میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنے لمبے لمبے اذکار کا ذکر کیا۔ کہنے لگے۔ میں نے لاکھ دفعہ فلاں تسبیح کی۔ ہزار دفعہ فلاں وظیفہ پڑھا۔ حضورؑ نے سب باتیں سنکر فرمایا۔ پیر صاحب اگر ہم کسی کو دس دفعہ بھی سُبحان اللہ و بحمدہٖ سُبحان اللہ العظیم پڑھا بتائیں۔ اور جس طرح ہم کہیں۔ اُس طرح وُہ پڑھے تو یہ دس دفعہ کا پڑھنا اُسے ایسے مقام پر پہونچا دے۔ جہاں باقی کی لاکھوں تسبیحیں بھی پہونچانے سے عاجز ہیں۔

میرا ایک چچازاد بھائی تھا۔ اُس کا نام غلام حیدر تھا۔ وُہ حضرت اقدس کا سخت مخالف تھا۔ میں اُسے اپنے ہمراہ قادیان لایا گھر سے چلتے ہوئے اُس نے مجھے کہا۔ مجھے لے تو چلے ہو۔ کہیں پھنسا نہ دینا۔ میں نے کہا کسی پر جبر نہیں ہو سکتا آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ خیر جب ہم قادیان آئے۔ تو حضورؑ کی ملاقات کا ہمیں موقعہ میسر نہ آیا لیکن ایک دفعہ جب حضورؑ سیر سے واپس آئے۔ اور اندر جانے لگے تو میں نے انہیں حضورؑ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کیا۔ یہ حضورؑ کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ آپ نے اُن سے فرمایا۔ آپ کا اسم شریف کیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ غلام حیدر۔ آپ نے فرمایا۔ یہاں ضرور ٹھیریں۔ اور چند دن تشریف رکھیں۔ حضورؑ کا "اسم شریف اور تشریف رکھیں"

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۴۰ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ مئی سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

گورنمنٹ کو ضروری مشورہ

ملک کی موجودہ نازک حالات کے متعلق

ہندوستان کی سیاسی حالت بہت زیادہ نازک صورت اختیار کر چکی ہے۔ اور روز بروز اس کی نزاکت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک طرف اگر کانگریسی ملکی قوانین کی خلاف ورزی کرنے بدامنی۔ اور بے چینی پھیلانے والے طریق اختیار کرنے اور گورنمنٹ کے لئے مشکلات پیدا کرنے میں زیادہ سرگرمی دکھا رہے ہیں تو دوسری طرف گورنمنٹ بھی ملک کو فتنہ و فساد سے بچانے۔ بدامنی کو روکنے۔ اور اپنا رعب قائم کرنے کے لئے قوت و طاقت کے مظاہرہ میں اضافہ کرتی جا رہی ہے۔ اور وزیر ہند نے اپنے ایک تازہ بیان میں جو انہوں نے ہندوستان کی صورت حالات کے متعلق دار العوام میں دیا۔ یہاں تک کہدیا ہے:۔

"حکام کانگریس کے شرارت آمیز پروگرام کے خلاف جس کا مقصد حکومت کو ناممکن بنانا ہے۔ اپنے تمام ذرائع استعمال کریں گے"۔

جب کانگریس حکومت کے خلاف اپنے تمام ذرائع استعمال کر رہی ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر جس ذریعہ کو وہ اپنے پروگرام میں داخل نہیں سمجھتی۔ اور جس کے ذکر سے کانوں پر ہاتھ دھرتی ہے۔ یعنی "تشدد"۔ اس سے بھی جس قدر کام لے سکتی ہے لے رہی ہے۔ تو حکومت کا اپنے تمام ذرائع استعمال کرنا کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کیا اس طرح ملک کی حالت بہتر ہو سکے گی۔ جلد سے جلد بدامنی دور ہو جائے گی۔ امن پسند اور پابند قانون لوگ نقصانات اور تکالیف سے محفوظ ہو جائیں گے۔

جہاں تک گذشتہ تجربہ اور موجودہ حالات ملک کا تقاضا ہے یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ حکومت اپنے تمام ذرائع استعمال کر کے اس آگ کو جو ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک لگی ہوئی ہے۔ دبا تو سکتی ہے۔ اور وہ بھی کچھ عرصہ کے لئے۔ لیکن اس طرح اسے بجھا نہیں سکتی۔ اور ظاہر ہے۔ دبائی ہوئی آگ جلتی ہوئی آگ سے بھی زیادہ خوفناک اور تباہ کن نتائج پیدا کر سکتی ہے۔

"کانگریس کے شرارت آمیز پروگرام" کے مقابلہ میں حکام کا "اپنے تمام ذرائع استعمال کرنے" کا مطلب سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ کہ اس پروگرام کو ناکام بنانے کے لئے حکام جس قدر طاقت اور قوت سے کام لینا ضروری سمجھیں گے۔ لیں گے۔ اور اس طرح کانگریس کی خلافِ امن اور خلافِ قانون سرگرمیاں روک دیں گے۔ لیکن یہ بات قطعاً فراموش کرنے کے قابل نہیں۔ کہ اب وہ زمانہ نہیں ہے۔ جبکہ طاقت اور قوت کے تمام ذرائع سے کام لے کر تسلط قائم کیا جا سکے۔ اور لوگوں کو جبر اور تشدد سے مرعوب کر کے ان کے مطالبات سے باز رکھا جائے۔ اب ہندوستان میں بھی بیداری کافی حد تک پیدا ہو چکی ہے۔ اور ناممکن ہے۔ کہ محض طاقت اور زور سے اہل ہند پر حکومت کی جا سکے۔ اس طرح ملک کا زیادہ سے زیادہ حصہ گورنمنٹ سے بددل ہو کر انقلاب پسندوں کے ساتھ ملتا جائے گا۔ اور گورنمنٹ کے لئے روز بروز مشکلات بڑھتی جائیں گی۔

علاوہ ازیں اس طریق عمل سے حکومت ان لوگوں کی امداد سے بھی محروم رہے گی۔ جو کانگریس کی تحریک میں شریک نہیں۔ اور اسے نیک نیتی کے ساتھ ملک کے لئے نقصان رساں سمجھتے ہیں۔ اور جو گورنمنٹ کی نسبت خود اہل ملک کو زیادہ عمدگی اور خوبی کے ساتھ موجودہ تحریک کے نقصانات اور خطرات ذہن نشین کرا سکتے ہیں۔

پس اس نازک حالت میں جبکہ ملک میں ایک وسیع بدامنی پھیلی ہوئی ہے۔ اور حکومت اپنے تمام ذرائع استعمال کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ ہم ملک کے مفاد اور گورنمنٹ کی بہتری کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مشورہ دینا نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ پیش آمدہ حالات اور واقعات پر غور کرنے اور ان کے مقابلہ میں طریق کار تجویز کرنے کے لئے ایک کانفرنس منعقد کرے۔ جس میں ملک کے ان نمائندوں کو مدعو کیا جائے۔ جو موجودہ بدامنی سے نہ صرف علیحدہ ہیں۔ بلکہ اسے ملک اور اہل ملک کے لئے تباہ کن یقین کرتے ہیں۔ پھر ان کے مشورہ کے بعد جو طریق تجویز ہو۔ اس پر عمل کیا جائے۔ اگر ایسا کیا جائے۔ تو اس کے کامیاب اور مؤثر ہونے کے زیادہ امکانات ہونگے۔ کیونکہ گورنمنٹ کے علاوہ اہل ملک بھی اس میں ممد و معاون ہونگے۔

حالات روز بروز زیادہ نازک ہو رہے ہیں۔ اور ہمیں صفائی کے ساتھ اعتراف کر لینا چاہئے۔ کہ گورنمنٹ نے اس وقت تک جس قدر طاقت اور قوت کا مظاہرہ کیا ہے۔ وہ حالات کو بہتر بنانے میں کامیاب نہیں ہوئی۔ اور نہ اس کے آئندہ کامیاب ہونے کی امید کی جا سکتی ہے۔ ضرورت ہے۔ اور بے حد ضرورت ہے۔ کہ گورنمنٹ اس بارے میں اہل ملک سے مشورہ حاصل کرے۔ اور اس مشورہ کے بعد جو طریق عمل طے ہو۔ اس پر جلد سے جلد عمل کیا جائے۔

مسلمانوں کو مطمئن کیا جائے

حال میں صاحب وزیر ہند نے ہندوستان کی موجودہ صورت حالات پر جو بیان دار العوام میں دیا ہے۔ اس میں وائسرائے ہند کے اس اعلان کا ذکر کرتے ہوئے جس میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا وعدہ کیا گیا۔ بتایا ہے:۔

"تمام اقلیتیں عموماً اور مسلمان خصوصاً وائسرائے کے گذشتہ سہ شنبہ کے اعلان سے مطمئن ہیں۔ لیکن کانگریس بلند بانگ دعوؤں اور خالی خولی وعدوں سے جو پورے نہیں ہو سکتے انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے"۔

اس میں شک نہیں۔ کہ وائسرائے ہند نے اقلیتوں کے حقوق کے متعلق ایک حد تک اطمینان دلایا ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ اس بیان میں مسلمانوں کے لئے کوئی خاص بات نہیں۔ اور یہ نہیں کہا جا سکتا۔ مسلمان اس اعلان سے خصوصیت کے ساتھ مطمئن ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں کے پورے اطمینان کے لئے ضروری ہے۔ کہ بالکل صاف اور واضح الفاظ میں ان کے حقوق کے تحفظ کا اعلان ہو۔ اور پھر اس اعلان پر عمل بھی ہو۔ تا وہ مسلمان جو کانگریس کی طرف جھکے ہوئے ہیں۔ اور جنہیں کانگریس بلند بانگ دعوؤں اور خالی خولی وعدوں سے گمراہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ وہ یہ نہ کہہ سکیں۔ کہ گورنمنٹ نے تو ابھی تک مسلمانوں سے کوئی خالی خولی وعدہ بھی نہیں کیا۔ مجمل سے چند الفاظ بیان کر دئے گئے ہیں۔ اور معلوم نہیں۔ جب ان پر عمل کرنے کا وقت آئے۔ اس وقت کیا رنگ اختیار کیا جائے۔

انجمن حمایت اسلام کا تبلیغی کالج

انجمن حمایت اسلام لاہور کی طرف سے ایک مطبوعہ چٹھی ہمارے پاس پہنچی ہے۔ جس میں تبلیغی کالج کھولنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اور انٹرنس پاس دس طلباء کو دس روپے ماہوار سے لے کر پچیس روپیہ ماہوار تک وظیفہ دے کر تعلیم دینے کا ذکر ہے۔ تین سال کا کورس ہوگا۔ اور کالج کا کورس پورا کرنے کے بعد تین سال کے لئے انجمن کی ملازمت لازمی ہوگی۔

یہ تو خوشی کی بات ہے۔ کہ انجمن حمایت اسلام نے تبلیغ اسلام کی طرف توجہ کی ہے۔ لیکن نئے سرے سے اس قسم کا کالج کھولنے کی بجائے یہ زیادہ اچھا ہوتا۔ کہ وہ مذہبی جماعتیں جو تبلیغ اسلام کا تجربہ رکھتی ہیں۔ اور کامیاب مبلغ تیار کر رہی ہیں قابل اور دین کی خدمت کا شوق رکھنے والے نوجوانوں کو وظائف دے کر ان کے سپرد کیا جاتا۔ اور کورس ختم کرنے کے بعد وہ انجمن کے زیر انتظام کام کرتے۔

اسلام اور مذہبی آزادی

قرآن مجید نے اپنی متعدد نصوص بیّنہ میں دنیا کے تمام انسانوں کو اس صحیح طریق پر گامزن کیا ہے۔ کہ وہ مذہب کے معاملہ میں کسی دوسرے پر جبر و تشدد نہ کریں۔ چنانچہ اس نے لا اکراہ فی الدین۔ اور قل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر کہکر مذہبی آزادی بطور اصل تسلیم کی ہے۔ مگر تعصب ایسی بُری بلا ہے۔ کہ اسلام کی ایسی صاف اور بیّن تعلیم کے باوجود اس پر تشدد کا الزام لگایا جاتا ہے۔ چنانچہ "آریہ گزٹ" (۲۵ مئی) لکھتا ہے

"جہاں اسلام اور دوسرے دنیا کے مذہبوں نے قرآن مجید اور انجیل مقدس پر شک لانے والے کو زندہ جلایا۔ کتوں اور بھوکے شیروں کے پنجروں میں ڈال دیا۔ گاؤں کے گاؤں اور شہروں کے شہر تباہ و برباد کر دئے۔ وہاں اس کے برخلاف ہندو دھرم نے وید شاستروں سے ہی نہیں۔ بلکہ پرماتما سے بھی منحرف آدمی کو اسی طرح اپنی شرن میں لیا۔ جس طرح کہ پرماتما اور وید شاستر پر وشواش کرنے والے کو"

معلوم نہیں۔ آریہ گزٹ نے اسلام کی طرف جو مظالم منسوب کئے ہیں۔ ان کا اس کے پاس ثبوت کیا ہے۔ لیکن اگر فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ کسی وقت کسی ملک کے مسلمانوں نے ایسا کیا۔ تو اس کا ذمہ وار اسلام نہیں ہوسکتا۔ اور ہمارا دعوے ہے۔ کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے دنیا کے ہر انسان کو یہ پیغام سنایا کہ اگرچہ قرآن حق و حکمت سے لبریز کتاب ہے۔ اور اگرچہ اس کا انکار اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والا فعل ہے۔ مگر پھر بھی جبر و تشدد نہیں ہوسکتا۔ جس کا جی چاہے آئے۔ اور اسلام کی اطاعت میں سر جھکاتے ہوئے نعماء الٰہیہ کا وارث بنے۔ اور جو نہیں چاہتا مت آئے۔ چنانچہ فرمایا۔ ان ھٰذہٖ تذکرۃ۔ فمن شاء اتخذ الیٰ ربہٖ سبیلا۔ مگر اس کے مقابلہ پر ویدوں کی رواداری کی یہ کیفیت ہے کہ حکم دیا گیا ہے:۔

"تو وید کے مخالفوں کو کاٹ۔ کاٹتے جا۔ کاٹ ڈال۔ ناش کر ناش کر۔ تباہ کر۔ برباد کر" (اتھروید کانڈ نمبر ۱۲۔ سوکت ۵۔ منترہ)

"مخالف وید کے گوشت کو بوٹی بوٹی اور اس کی نسوں کو اینٹھ دے" (ایضاً منتر ۷۱)

"اس کی ہڈیاں مسل ڈال۔ اس کی مینگ نکال دے" (ایضاً منتر ۷۱)

"ہم لوگ جس سے نفرت کریں۔ یا جو دشٹ ہم سے نفرت کرے ان کو ہم سنگھ یعنی شیر وغیرہ کا نوالہ بنا دیں" (یجروید ۱۵/۱۵)

"جو شخص وید اور عابد لوگوں کی وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بے عزتی کرتا ہے۔ اس وید کی برائی کرنے والے منکر کو ذات جماعت اور ملک سے نکال دینا چاہیئے" (ستیارتھ پرکاش)

کیا آریہ اس تعلیم کے حامل ہو کر اسلام پر تشدد کا الزام لگاتے ہیں۔ بحالیکہ ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔

گالیوں کا دروازہ کس نے کھولا

"آریہ گزٹ" (۱۷۔ مئی) نے "گالیاں دینا قادیانی تعلیم کا ایک لازمی جزو ہے" لکھکر احمدیت کی طرف ایک ایسی غلط اور سراسر بے بنیاد بات منسوب کی ہے جسے کوئی بھی واقف انسان تسلیم کرنے کے لئے طیار نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ گالیاں دینا نہیں بلکہ گالیاں سن کر بجائے غیظ و غضب کے اظہار کے ہمدردی و محبت کے جذبات سے معمور ہو کر بدزبان انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنا احمدیت کی حقیقی روح ہے۔ چنانچہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خدام کو نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اگر تم چاہتے ہو۔ کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ۔ اور خوش رہو۔ اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو۔ اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ۔ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو" (کشتی نوح صفحہ ۱۴)

"کسی کو گالی مت دو۔ گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ۔ تا قبول کئے جاؤ" (کشتی نوح صفحہ ۱۱)

"گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار"

اسی طرح حضور اپنے متعلق فرماتے ہیں:۔

"میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے بیٹھ کر میرے نفس کو گندی سے گندی گالیاں دیتا رہے تو آخر وہی شرمندہ ہوگا۔ اور اسے اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہیں سکا" (سیرت مسیح موعود مؤلفہ مولوی عبدالکریم صاحب صفحہ ۵۲)

پس یہ بہتان اور الزام ہے۔ جو آریہ گزٹ نے از خود تراش کر احمدیت کی طرف منسوب کیا۔ اسے چاہیئے۔ اپنے گریبان میں مونہہ ڈال کر ان گالیوں پر ایک نظر دوڑائے۔ جو اس کے مہارشی سوامی دیانند جی نے مسلمانوں کے پاک نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ اور ان کے زندہ الحی و قیوم خدا کو بکثرات و مرات دیں۔ ہم ان بدزبانیوں کو نہایت ہی اشتعال انگیز و دل آزار ہونے کی وجہ سے پیش کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ ہاں اگر کسی آریہ کو انکار ہو۔ اور وہ مطالبہ کرے۔ تو ہم پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔

پس گالیاں دینا آرین تعلیم کا ہی ایک لازمی جزو ہے۔ مگر "آریہ گزٹ" بھی معذور ہے۔ کیونکہ وہ جھوٹ۔ سچ میں تمیز کرنے سے عاری ہے۔ چنانچہ "پرکاش" نے بھی ایک دفعہ لکھا تھا:۔

"آریہ گزٹ کے نام میں اگرچہ آریہ شبد آتا ہے۔ لیکن اس کی ایمان داری اناریوں سے بھی گئی گذری ہے۔ سچ جھوٹ کی تمیز کرنے کی اس نے کبھی ضرورت ہی نہیں سمجھی۔ ہر ہفتہ بے پر کی اڑاتا رہتا ہے" (پرکاش ۱۶۔ بیساکھ سمت ۱۹۸۷ء)

کانگریس کا تشدد اخبارات پر

کانگریس کے احکام کے ماتحت مختلف قسم کے جو تشدد کئے جارہے ہیں۔ ان میں اخبارات پر جبر کرنے کا تازہ اضافہ ہوا ہے۔ یعنی جو اخبارات شائع ہو رہے ہیں۔ انہیں کانگریس کے حکم کی تعمیل میں جبراً بند کرانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ چنانچہ لاہور میں کانگریس کمیٹی کی طرف سے معاصر "انقلاب" "سیاست" اور "مسلم آوٹ لک" کو بند کرنے کے نوٹس دئے گئے۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر یہ اخبارات خود بخود بند نہ ہوئے۔ تو کانگریس ان پر پکٹنگ لگا کر ان کے لئے شائع ہونا ناممکن بنا دیگی۔

یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ معاصر انقلاب اور سیاست نے کانگریس کمیٹی کو صاف صاف کہدیا ہے۔ کہ وہ اس کا کوئی حکم ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور نہ اس کی کسی قسم کی دھمکی سے مرعوب ہو کر اپنی اشاعت روکنا چاہتے ہیں۔

لیکن کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ وہ کانگریس جو اخبارات پر گورنمنٹ کے تشدد کے نام سے اخبارات کی اشاعت بند کرا رہی ہے خود تشدد سے کام لینا چاہتی ہے۔ اگر کانگریس نے یہ خطرناک قدم اٹھایا۔ یعنی ان مسلمان اخبارات کو جو کانگریس کی موجودہ تحریک کو ملک کے لئے تباہ کن سمجھتے ہیں۔ جبراً بند کرانے کی کوشش کی۔ تو اس کے نہایت افسوسناک نتائج ہونگے۔

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موجودہ سیاسی شورش سے علیحدگی کی وجہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۳ مئی سنہ ۱۹۳۰ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

اسوقت نہ معلوم کس سبب سے صبح تک تو یہ کیفیت نہ تھی۔ لیکن ایسا مجھے گلے میں تکلیف شروع ہو گئی ہے۔ اور آواز زور دیکر نکالنی پڑتی ہے۔ لیکن بہر حال چونکہ

خطبہ پڑھنا سنت

اور ضروری چیز ہے۔ خصوصاً جو مضمون میں آج بیان کرنا چاہتا ہوں ایسا ہے جس کی ان ایام میں سخت ضرورت ہے۔ اسلئے گو اختصار کے ساتھ مگر ایسی وضاحت سے جو مضمون کو واضح کر دے میں بیان کرتا ہوں پچھلے دو خطبوں میں میں نے

موجودہ سیاسی رو

کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا لیکن ان دونوں خطبوں میں صرف یہی بیان تھا۔ کہ ایسے موقعوں پر

ہماری جماعت کا فرض

کیا ہونا چاہیئے۔ گو ضمنی طور پر یہ بھی بیان کیا تھا۔ کہ ہمیں کیوں ایسا کرنا چاہیئے۔ مگر پھر بھی ایسی تفصیل سے یہ بات بیان نہیں کی تھی۔ جس طرح بیان کرنا اس وقت ضروری ہے۔ اسلئے ارادہ ہے کہ ایک یا دو خطبوں میں جیسی اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ اور جیسی مصلحت ہو۔ اس امر پر روشنی ڈالوں۔ کہ کیوں ہمیں یہ طریق عمل اختیار کرنا چاہیئے یہ ایک قدرتی بات ہے۔ کہ جس ملک کی طرف لوگ منسوب ہوتے ہوں۔ اس کی

ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ

خود بخود ان کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اسے پیدا کرنے کے لئے کسی بیرونی تحریک کی ضرورت نہیں ہوتی۔

ملکی محبت

ایک ایسی چیز ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے انسان کی فطرت میں رکھی ہے۔ اور جن سامانوں اور ذرائع کو وہ سمجھتا ہے۔ کہ ملکی ترقی کا موجب ہیں۔ انکے قبول کرنے کے لئے وہ آپ ہی آپ تیار ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات اس کے مخالف سامان بہت کثرت سے جمع کر دیئے جاتے ہیں مگر پھر بھی دل ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ ایک زمانہ فرانس پر ایسا گزرا ہے۔ جب

بغاوت اور خونریزی

انتہاء تک پہنچ گئی تھی۔ آخر اللہ تعالےٰ نے فرانس کو نپولین کے ہاتھ پر منظم کیا۔ اور اس کے ذریعہ اس ملک کو عظمت اور شوکت ملی۔ اور اس زمانہ سے اسوقت تک اسکا ذکر عزت و احترام سے کیا جاتا ہے۔ پہلے یورپ کے لوگوں کو اس کی ترقی کھٹکتی تھی۔ اور وہ پسند نہیں کرتے تھے۔ کہ نپولین کے ذریعہ اسے شان و شوکت حاصل ہو۔ اس لئے بہت سے ممالک نے ملکر اسے شکست دی۔ اور ایک جزیرہ میں قید کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ کوشش اور تدبیر سے وہاں سے بھاگ نکلا۔ اور پھر فرانس پہنچا۔ اس کی قید اور بندش کے زمانہ میں فرانس پر وہی پرانا خاندان حکومت کرنے لگا تھا۔ جو نپولین سے پہلے کرتا تھا۔ جس وقت نپولین کے دوبارہ پہنچنے کی خبر اسے پہنچی۔ تو اس نے

جرنیلوں اور سپاہیوں

کو جمع کر کے پادریوں کے ذریعہ بائبل پر ہاتھ رکھ رکھ کر قسمیں لیں کہ وہ شاہی خاندان کے وفادار رہیں گے۔ اور غداری نہیں کرینگے۔ انہوں نے قسمیں کھائیں۔ اور صدق دل سے کھائیں۔ مگر ان کے دل جانتے تھے۔ کہ ان کے ملک کی ترقی نپولین سے وابستہ ہے۔ اور وہ اچھی طرح محسوس کر رہے تھے۔ کہ اگر فرانس باعزت زندگی بسر کرنیکے قابل ہو سکتا ہے۔ تو اس کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ اسکی عنان نپولین کے ہاتھ میں ہو۔ انہوں نے قسمیں کھائیں۔ اور اس ارادہ سے میدان میں بھی آگئے۔ کہ نپولین کو پکڑ کر لے آئینگے۔ وہ خیال کرتے تھے۔ کہ وہ بادشاہ کے وفادار ہیں۔ لیکن حقیقت یہ تھی۔ کہ وہ

ملک کے وفادار

تھے۔ اور ان کی قسموں کے نیچے ایک اور عہد چھپا ہوا تھا۔ اور وہ یہ کہ ملک سے وفاداری کرنی چاہیئے۔ مگر قسمیں کھانے کے وقت ان کا وہ عہد بادشاہ کی خاطر پیدا کردہ شورش کے نیچے دب گیا۔ نپولین جب آیا۔ تو اس کے ساتھ صرف چند زمیندار لوگ تھے۔ اور ان میں سے بھی اکثر کے پاس لاٹھیاں، درانتیاں اور کلہاڑیاں وغیرہ تھیں۔ صرف چند ایک ایسے تھے۔ جن کے پاس پرانی وضع کی بندوقیں تھیں۔ جب وہ ایک درے پر پہنچے۔ تو انہوں نے دیکھا۔ شاہی فوج راستہ روکے پڑی ہے۔ نپولین نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا۔ کہ آگے بڑھیں۔ جب وہ آگے جانے لگے تو

شاہی جرنیل

نے انہیں کہا۔ راستہ تنگ ہے۔ ہمیں تم میں سے جو بھی گذرنے کی کوشش کریگا۔ ہم اسے مار ڈالینگے۔ اور یوں بھی تم ہمارے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے تمہارا لڑنا بھی فضول ہے۔ بہتر ہے کہ واپس چلے جاؤ۔ انہوں نے جاکر نپولین سے کہا۔ اس نے جواب دیا۔ نہیں۔

نپولین کا حکم

ہے۔ کہ آگے بڑھو۔ انہوں نے پھر کوشش کی۔ مگر کچھ نہ بنا۔ اور انہوں نے پھر آکر اس سے کہا۔ اس پر نپولین خود گیا۔ اور سپاہیوں کو مخاطب کر کے کہا۔ میرے آدمیوں کو گذرنے سے تم کیوں روکتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا۔ تم یہ مت خیال کرو۔ کہ ہم پرانے تعلقات کی بناء پر تمہارا لحاظ کرینگے۔ بلکہ جو بھی آگے بڑھنے کی کوشش کریگا۔ اسے گولی سے اڑا دیا جائیگا۔ اس پر نپولین نے اپنا سینہ ننگا کر دیا۔ اور کہا۔ کہ جو تم میں سے اپنے بادشاہ کو گولی مارنا چاہتا ہے۔ وہ مارے۔ اسی ایک فقرہ سے۔ ان کا

خفیہ جذبہ بیدار ہو گیا

اور انہوں نے گیند کی طرح اپنی بندوقیں اوپر اچھال دیں۔ اور

بادشاہ زندہ باد

کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ غرض وہ تمام قسمیں اور معاہدات جو انہوں نے پیرس سے روانہ ہوتے وقت کئے تھے انہیں بھول گئے۔ پس

ملکی وفاداری

ایک ایسی چیز ہے۔ جو انسانی قلب میں مخفی ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات انسان اس کے خیال سے بعض ایسی باتوں کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے۔ جو اس سے کم اہم نہیں ہوتیں۔ بلکہ بعض اوقات اس سے زیادہ ضروری ہوتی ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر عربوں نے بھی پہلے یہی سوال اٹھایا۔ کہ اس نے ہمارے

ملکی نظام

کو تباہ کر دیا ہے۔ بھائی کو بھائی سے اور باپ کو بیٹے سے جُدا کر کے ہماری سیاست کو نقصان پہنچایا ہے۔ غیر احمدیوں کو دیکھ لو۔ ان میں سے بھی تعلیم یافتہ طبقہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہی اعتراض نہایت غصہ کی حالت میں کرتا ہے۔ کہ آپ نے تفرقہ پیدا کر کے ہماری طاقت کو کمزور کر دیا ہے۔ تو

قومی اور وطنی محبت

ایک ایسی چیز ہے۔ کہ بسا اوقات وہ اپنے سے زیادہ اہم جذبات کو بھی مغلوب کر لیتی ہے۔ اور اس وقت انسان یہ نہیں دیکھ سکتا۔ کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ وہ مجنون ہو جاتا ہے۔ پس بالکل ممکن ہے۔ کہ ہماری جماعت کے نوجوانوں میں بھی یہ خیال پیدا ہو۔ کہ

وطنی خدمت

کے موقع پر ہم دوسروں سے کیوں پیچھے رہیں۔ خصوصاً جب ہمیں کہا جاتا ہے۔ کہ بہادر اور جری بنو۔ ڈرو نہیں۔ اور جبکہ ہمارے نوجوان قربانی کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ایسے حالات میں انکو

صحیح راہ پر لگانا

ان لوگوں کا فرض ہے۔ جن کے سپرد قوم کی اصلاح اور راہ نمائی کا کام ہے۔ اور انکے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ ایسے امور ان کے سامنے لائیں۔ جن کی وجہ سے انہیں اپنے

جذبات پر قابو

رکھنا چاہیئے۔ تا وہ ایسی غلطیوں کے مرتکب نہ ہوں۔ جو بعد میں زیادہ پشیمانی کا باعث ہوں۔ اسلامی تاریخ میں اس کی مشہور مثال

غزوۂ حدیبیہ

ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کے لئے گئے۔ تو مکہ والوں نے آپ کو حدیبیہ کے مقام پر روک دیا۔ اس وقت مسلمانوں کے جذبات حد درجہ مشتعل تھے۔ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ جیسا انسان بھی قابو سے باہر ہو گیا۔ آپ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے۔ اور کہا۔ کیا ہم سچے نہیں۔ کیا ہم جانیں دینے سے ڈرتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تو ہو۔ کہ ہم عمرہ کرینگے۔ لیکن ہم یہاں صلح کر لیں۔ باقی صحابہ کا بھی جوش کے مارے ایسا بڑا حال تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں میں سے ایک کی روایت ہے۔ کہ آپ میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ میں نے لوگوں سے کہا ہے۔ احرام کھولدو۔ لیکن لوگ سُستی اور بد دلی سے اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں۔ تمہارا اسوقت کیا مشورہ ہے۔ انہوں نے آپ کو مشورہ دیا۔ کہ آپ کسی سے کلام نہ کریں۔ اور احرام کھولکر اپنی قربانی کے جانوروں کو ذبح کر دیں۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اور جب صحابہؓ نے دیکھا۔ کہ جو حکم آپ نے ہمیں دیا۔ اور جس کے کرنے میں ہم نے تساہل سے کام لیا۔ آپ نے خود کرنا شروع کر دیا ہے۔ تو وہ بھی بے تحاشا دوڑے۔ اور ان فرائض کو ادا کیا۔ جن کی ادائگی کی طرف ان کی جوشیلی طبائع پہلے راغب نہیں ہوتی تھیں۔ تو

قومی اور وطنی جذبات

بعض وقت نازک صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اور انسان سمجھتا ہے۔ جو ہو گا۔ دیکھا جائیگا۔ حالانکہ یہ قول اسی وقت خطرہ سے خالی ہو سکتا ہے۔ جب انسان کلیتہً خدا تعالیٰ کی رہنمائی میں ہو۔ اور

خدا تعالیٰ کے احکام کے ماتحت

چل رہا ہو۔ ورنہ اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے احکام کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔

پس ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے۔ بلکہ دوسروں کو بھی سمجھانا چاہیئے۔ کہ دنیا میں حکومت بعض ذرائع سے ہی قائم ہوتی ہے۔ حکومت کو ماننا

انسانی فطرت

میں ایسے طور پر داخل نہیں۔ کہ ہر وقت اسے منوا لیا جائے۔ بعض اوقات بچے بھی حکومت ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ پس یہ بات بالکل غلط ہے۔ کہ بیرونی حکومت کے احکام کو نہیں مانا جا سکتا۔ اور اپنی حکومت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بسا اوقات طبائع اپنی حکومت کو تسلیم کرنے سے بھی انکار کر دیتی ہیں۔ آئرلینڈ کو جب انگریزوں نے حقوق دینے چاہے تو وہاں بسنے والے انگریزوں نے کہدیا۔ ہم یہ بات ہرگز نہیں مان سکتے۔ تو بعض دفعہ ملکی بلکہ بعض دفعہ تو

مذہبی حکومت

سے بھی سرکشی کر لی جاتی ہے۔ حالانکہ سب سے زیادہ نفرت اسی حکومت کو ہوتا ہے۔ مگر اس کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو شخص جھگڑتے ہوئے آئے۔ اور اپنا مقدمہ پیش کیا۔ آپ نے فیصلہ فرمایا۔ یہ فیصلہ جس کے خلاف تھا۔ اصل میں تو اس کے خلاف نہ تھا۔ لیکن اس نے ایسا سمجھا۔ جھگڑا اس بات پر تھا۔ کہ ان میں سے ایک کے کھیت میں سے پانی گذر کر دوسرے کے کھیت میں جا سکتا تھا۔ مگر وہ آگے نہیں جانے دیتا تھا۔ آپ نے فیصلہ فرمایا۔ کہ یہ اپنا کھیت جس قدر پانی سے چاہے بھرے۔ اور پھر دوسرے کھیت میں جانے دے۔ مگر وہ جوش میں آگیا۔ اور کہنے لگا آپ نے اپنے

رشتہ دار کی رعایت

کی ہے۔ اسی طرح فتح مکہ کے بعد جب آپ نے اموال تقسیم کئے۔ تو ایک انصاری نے کہا۔ تقسیم میں انصاف نہیں کیا گیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ہوئی۔ تو آپ نے انصار کو جمع کیا۔ اور فرمایا۔ اگر مجھ سے تمہیں انصاف نہیں مل سکتا۔ تو اور کہاں سے ملیگا۔ اگرچہ انہوں نے اسے ایک فرد واحد کی حرکت قرار دیا۔ اور

اظہار ندامت

کیا۔ مگر اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض اوقات مذہبی حکومت کے خلاف بھی طبائع جوش میں آ جاتی ہیں۔ اور جوش میں وہ اس کے فیصلہ کو بھی غلط قرار دیدیتی ہیں۔ پس دنیا کی کوئی حکومت ایسی کیونکر ہو سکتی ہے۔ جسے سب لوگ بغیر جھگڑے کے مان لیں۔ یہ بات قطعاً غلط ہے۔ کہ جوش صرف بیرونی حکومت کے خلاف ہی ہوتا ہے۔ اپنی حکومت کے خلاف نہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اپنی بلکہ

مذہبی حکومت کی مخالفت

بھی کی جاتی ہے۔ تو جب ہر حکومت کے خلاف یہ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس کا فیصلہ غلط ہے۔ پھر اگر یہ اصول صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ کہ جس فیصلہ سے اختلاف ہو۔ اس کی نافرمانی کرنی چاہیئے۔ تو ہر جگہ یہی اصول کارگر ہونا چاہیئے۔ یہ تو ہم کسی سے نہیں کہہ سکتے۔ کہ جب میں تمہیں ماروں۔ تو تمہیں خاموش ہو جانا چاہیئے۔ لیکن اگر تم مجھے مارو۔ تو میرا حق ہے۔ کہ اس کے مقابلہ میں بہت زیادہ تمہیں ماروں۔ یا عدالت میں لے جاؤں۔ جو صورت بھی ہوگی۔

دونوں کے لئے یکساں

ہی ہونی چاہیئے۔ پس اگر یہ اصول صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ کہ جس قانون کو ہم ناجائز سمجھیں۔ اسے توڑ دینا چاہیئے۔ تو ہر موقعہ پر یہی ہونا چاہیئے۔ اور اگر

ساری دنیا پر

یہی اصول جاری ہو جائے۔ تو دنیا میں کتنا بڑا فساد پیدا ہو جائیگا۔ فرض کرو۔ ہندوستان کی اپنی حکومت قائم ہو جائے۔ اور پارلیمنٹ کے ذریعہ قوانین بنیں۔ تو یہ تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ سب کے سب متفق ہو جائیں۔ انگلستان کی پارلیمنٹ کے متعلق ہم روز اخباروں میں پڑھتے ہیں۔ کہ اگر دو سو ممبر ایک طرف ہیں۔ تو ایک سو ایک طرف۔ تو اتفاق رائے سے کبھی فیصلہ نہیں ہوتا۔ یہاں

ہماری مجلس شوریٰ

میں بھی بعض امور کے متعلق اتفاق رائے سے فیصلہ نہیں ہوتا۔ تو اختلاف بہر حال رہتا ہے۔ پس اگر یہی اصول

تسلیم کر لیا جائے۔ کہ جس قانون سے اختلاف ہو اُسے توڑنا جائز ہے۔ تو

دُنیا میں امن

کبھی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہمیشہ ہی بدامنی رہے گی۔ اگر گاندھی جی کو بھی مختار کل بنا دیا جائے۔ تو بھی ان سے اختلاف رکھنے والے ضرور ہونگے۔ اور اگر

اختلاف کی وجہ سے قانون شکنی

جائز قرار دیدی جائے۔ تو ملک میں کبھی امن و امان نہیں ہو سکتا۔ لہذا یہ اصول غلط اور قطعًا غلط ہے۔

افسوس ہے۔ گلے کی خرابی کی وجہ سے مَیں زیادہ نہیں بول سکتا۔ انشاء اللہ اگلے جمعہ کے خطبہ میں تفصیل سے بیان کروں گا۔ لیکن

جماعت کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات پر پوری طرح عمل کرے۔ اور انہیں ہرگز نظر انداز نہ کرے۔ اور نہ صرف یہ کہ خود ان پر عمل کرے۔ بلکہ دوسروں تک بھی پہنچائے۔

امیر غیر مبائعین کی خدمت میں التماس

جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عدم نبوت پر ایک دلیل پیش کی ہے۔ جو اکثر ان کے ہم خیال اصحاب کی طرف سے بڑے زور سے پیش کی جاتی ہے۔ چنانچہ مجھے بھی کئی بار سننے کا موقعہ ملا۔ اِس لئے میں نے چاہا۔ کہ عوام کی آگاہی کے لئے چند سطور لکھوں۔ اور مولوی صاحب موصوف سے اصلاح کی درخواست کروں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ بادشاہ کو ظل اللہ کہا جاتا ہے۔ تو کیا وہ خدا ہو جاتا ہے۔ جب ظل اللہ خدا نہیں ہو سکتا۔ تو ظلی نبی نبی کیونکر ہو سکتا ہے۔ (مفہوم) یہ مثال یا تو لاعلمی کی وجہ سے پیش کی گئی ہے۔ یا قصدًا مغالطہ دہی کے لئے۔ کیونکہ ظل اللہ مضاف مضاف الیہ ہے۔ اور ظلی نبی صفت موصوف۔ اور صفت موصوف کے مقابلہ میں مضاف مضاف الیہ کی مثال کوئی بھی صاحب علم یا عقلمند انسان پیش نہیں کر سکتا۔ تشریح کے لئے یوں سمجھ لیں کہ زید کا گھوڑا۔ مضاف مضاف الیہ ہے۔ اور خوبصورت گھوڑا صفت موصوف ہے۔ اب مولوی صاحب کی تشریح کے مطابق یوں ہوگا۔ کہ چونکہ پہلے فقرہ میں زید گھوڑا نہیں ہو سکتا۔ اِس لئے دوسرے فقرہ میں بھی گھوڑا گھوڑا نہیں۔ بلکہ اینٹ یا پتھر یا درخت ہے۔ حالانکہ یہ بالبداہت باطل ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ پہلے فقرہ میں زید زید رہے گا۔ اور گھوڑا گھوڑا۔ ہاں یہ ممکن ہے۔ کہ زید کا گھوڑا گھوڑا نہ ہو بلکہ استعارہ یا مجاز کے طور پر گدھے خچر یا موٹر کو بھی گھوڑا کہا گیا ہو۔ اسی طرح ظل اللہ میں اللہ بجائے خود اور سایہ بجائے خود رہیگا۔ اگرچہ جس کو خدا کا سایہ کہا جائے ممکن ہے کہ وہ خدا کا سایہ نہ ہو۔ بلکہ شیطان کا سایہ ہو۔ اور صرف خوشامد کے لئے خدا کا سایہ کہا گیا ہو۔ مگر دوسرے فقرہ میں خوبصورت گھوڑا جو صفت موصوف ہے۔ بہر صورت گھوڑا رہے گا۔ اور اس کی نفی کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ بعینہ اسی طرح ظلی نبی صفت موصوف ہے۔ یعنی وہ جو رسول کریم صلعم کے ظل سے نبی ہو ہو۔ اب ایسا نبی تو بہر صورت نبی رہے گا۔ البتہ ظلی صفت یعنے رسول اللہ صلعم کا واسطہ درمیان میں ضرور رہیگا۔ اور یہ صفت اُس سے جدا نہیں ہو سکتی۔ یہ اضافت اور صفت کا فرق ایک طالب علم بھی بخوبی محسوس کر سکتا ہے۔ خدا معلوم مولوی صاحب نے اس فرق کو کیوں محسوس نہ کیا۔ اور ایسی لغو دلیل کس لئے پیش کی۔ اگر آپ نے لاعلمی سے ایسا کیا۔ تو آپ کی علمیت کا پردہ چاک اور اگر مغالطہ دہی کے لئے کیا۔ تو دیانتداری معلوم ہیں۔ مولوی صاحب کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ اپنی اس دلیل کی تردید شائع فرما کر موصوفانہ صفت کا ثبوت دیں۔ یا پھر اس الزام کو صحیح تسلیم کر لیں۔ کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالٰی کے بغض میں بے قابو ہو رہے ہیں۔ اور ان کو اپنے علم و عقل پر کچھ بھی اختیار نہیں رہا۔ اور اسی لئے وہ اس قسم کی مضحکہ خیز باتوں پر اتر آئے۔ ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر حضرت امیر ایدہ اللہ معذور تھے تو کیا ان کے ہم خیالوں میں خواہ لاہوری ہوں یا پشاوری۔ سید ہوں یا پٹھان۔ ڈاکٹر ہوں یا وکیل۔ کوئی بھی عقلمند اور سلیم الطبع انسان موجود نہ تھا۔ جو اس مضحکہ خیز دلیل پر غور کرتا۔ کیا سب ایک ہی سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں۔ الیس منکم رجل رشید۔

(مسیح الدین احمد لنڈی کوتل)

طلباء اورنٹیل کالج کی درخواست

جماعت احمدیہ کو علوم مشرقیہ کے طلباء سے جس قدر ہمدردی ہے وہ اور کہیں نظر نہیں آتی۔ اور کہنا پڑتا ہے کہ فرقہ احمدیہ کے سوا اور کوئی ان علوم کا حامی نہیں۔ کیونکہ رجسٹرار کو دم بدم اپنی غلطیوں پر آگاہ کرنا صرف اسی فرقہ کا کام ہے۔ لہذا ہم طلباء مولوی فاضل امید کرتے ہیں۔ کہ جیسے پہلے رجسٹرار کو مولوی اور مولوی فاضل کے پہلے پرچے کے متعلق آگاہ کیا گیا تھا۔ اب بھی الفضل کے ذریعہ آگاہ کیا جائے۔ کہ یہ کونسی یونیورسٹی کا قاعدہ ہے۔ کہ کالج کا پروفیسر ہی کسی سالانہ پرچے کا ممتحن ہو۔ اگر یہ عذر کیا جائے کہ اصلی ممتحن حج کو چلے گئے ہیں۔ اس لئے پہلا پرچہ ہیڈ مولوی کے متعلق کیا گیا اور کوئی ممتحن کالج کے پروفیسر کے سوا نہیں مل سکتا۔ تو اس میں طلباء اورنٹیل کالج کا سخت نقصان ہے۔ لہذا رجسٹرار صاحب کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ مولوی فاضل کا پہلا پرچہ کالج کے پروفیسر یعنے ہیڈ مولوی سے لے لیا جائے۔ اور اس کے لئے اور کوئی خارجی ممتحن مقرر کیا جائے۔ کیونکہ فطرت انسانی کا یہ تقاضا ہے۔ کہ جو واقف ہو۔ اس کا لحاظ بہ نسبت دوسرے کے زیادہ ہوتا ہے۔ یہ درخواست پرائیویٹ طلباء کی طرف سے نہیں ہے۔ بلکہ جنہوں نے کالج میں پڑھا ہے۔ اور مولوی صاحب کے مزاج سے واقف ہیں۔ ان کی طرف سے ہے۔

(از طرف طلباء اورنٹیل کالج لاہور)

تفسیر نویسی کے لئے چیلنج

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے مدت کے تفسیر نویسی کے چیلنج کے جواب میں اگر کوئی بعد از صد انتظار آواز آئی۔ تو مزنگ لاہور سے آئی۔ غیر احمدی دنیا میں روحانیت کے فقدان کی یہ ایک بین مثال ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ تمام دنیا کے غیر احمدی علماء ملکر تفسیر نویسی کا چیلنج دیتے۔ لیکن معاملہ برعکس ہے۔ ان کے نزدیک جو دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ وہ تمام دنیا کو للکار کر کہتا ہے۔ کہ آؤ میرے ساتھ حقائق قرآن کے متعلق مقابلہ کر لو۔ اور سب مہر بلب ہیں۔

حقیقت میں یہ ان کا قصور نہیں۔ کیونکہ ان میں اب یہ اہلیت ہی نہیں رہی۔ جس کا کام اسی کو ساجھے۔ یہ شرف فقط جماعت احمدیہ ہی کو حاصل ہے۔ وذالک فضل اللہ۔

بہرحال مزنگ کے ابوالمناظر صاحب کی جرأت قابل داد ہے لیکن ایک عرض ہے۔ کہ وہ پہلے چند مشہور غیر احمدی علماء سے اپنا وکیل ہونا تسلیم کرالیں۔ تاکہ شکست کی صورت میں منکرین سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ہمیشہ کے لئے دم مارنے کی گنجائش نہ رہے۔

(راقم غلام محمد نانڈلیاں والہ)

اعلان متعلق وظائف

سال رواں ۳۱-۱۹۳۰ء کا نیا بجٹ ابھی تک پاس ہو کر نہیں آیا۔ اِس لئے سابقہ اعلان کے مطابق وظائف کا فیصلہ ۳۱ مئی تک نہیں ہو سکیگا۔ درخواست کنندگان مطلع رہیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت)

"ندائے ایمان" کے خلاف ایک آواز اور اس کا جواب

میں حیران ہوں۔ کہ معترض کے دل و دماغ میں یہ سما کس طرح گیا۔ کہ کوئی نبی یا امام ایسا بھی آسکتا ہے۔ جس کے ہاتھ پر جمیع باطل پرست۔ توبہ کر کے صداقت و ایمان پر جمع ہو جائیں گے۔ اور پھر طرفہ یہ کہ یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کر دی۔ گویا حضور نے اپنی آمد کی غرض یہ بیان کی ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

بھلا وہ بات جسے عقل دھکے دے رہی ہو۔ قرآن مجید اور اسلام ناممکن قرار دے رہے ہوں۔ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت امام الزمان جری اللہ فی حلل الانبیاء اسے جائز اور ممکن بلکہ یقینی الوقوع قرار دے دیں۔ حاشا وکلا

غلبہ اسلام کا زمانہ

ہاں جس حد تک اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام کو فتح دے۔ اور یہ کہ تمام سعادتمندوں اور دانشمندوں کو ایک ہی مذہب پر جمع کرے۔ اور کفر و باطل کی کمر توڑ دے۔ اس طور پر کہ دوسری قومیں نہایت ہی ذلت کی حالت میں رہ جائیں سو اس قسم کے "غلبہ اسلام" کا حضور نے ذکر کیا ہے۔ مگر اس کی تکمیل کے لئے کم از کم تین سو سال کا عرصہ لکھا ہے چنانچہ ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل حوالجات:-

(۱) "یہ خدا تعالےٰ کی سنت ہے۔ اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا۔ ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے:۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (خدا نے لکھ رکھا ہے۔ کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہینگے) اور غلبہ سے مراد یہ ہے۔ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے۔ کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے۔ اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا"

(رسالہ الوصیت صہ)

(۲) "یاد رکھو۔ کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں۔ وہ تمام مریں گے۔ اور کوئی ان میں سے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی۔ وہ بھی مرے گی۔ اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسےٰ ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھیگا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا۔ کہ زمانہ صلیب کے غلبے کا بھی گذر گیا۔ اور دُنیا دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسےٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی۔ کہ عیسےٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی۔ سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا۔ اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھیگا۔ اور پھولیگا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے" (تذکرۃ الشہادتین صہ ۶۵)

(۳) "میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ پورے طور پر ترقی اسلام کی میری زندگی میں ہوگی۔ یا میرے بعد میں۔ ہاں میں خیال کرتا ہوں۔ کہ پوری ترقی دین کی کسی نبی کی عین حیات میں نہیں ہوئی۔ بلکہ انبیاء کا یہ کام تھا۔ کہ انہوں نے ترقی کو کسی قدر نمونہ دکھلا دیا۔ اور پھر بعد ان کے ترقیاں ظہور میں آئیں۔ جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے اور ہر ایک اسود اور احمر کے لئے مبعوث ہوئے تھے مگر آپ کی حیات میں احمر یعنی یورپ کی قوم کو تو کچھ بھی حصہ نہ ملا۔ ایک بھی مسلمان نہیں ہوا۔ اور جو اسود تھے۔ ان میں سے صرف جزیرۂ عرب میں اسلام پھیلا۔ اور مکہ کی فتح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ سو میں خیال کرتا ہوں۔ کہ میری نسبت بھی ایسا ہی ہوگا۔ مجھے خدا تعالےٰ کی طرف سے بار بار یہ وحی قرآنی ہو چکی ہے واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک اس سے مجھے یہی امید ہے۔ کہ کوئی حصہ کامیابی کا میری زندگی میں ظہور میں آئے گا" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۹ و ۱۹۰)

(۴) اسی کتاب کے صہ ۱۹۳ میں فرماتے ہیں:-

"جس قدر مولوی اور ملاں ہیں۔ ...... وہ سب یاد رکھیں کہ اس امید سے وہ نامراد مریں گے۔ کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُترتا دیکھ لیں۔ وہ ہرگز اس کو اترتے نہیں دیکھیں گے ...... پھر اگر ان کی اولاد ہوگی۔ تو وہ بھی یاد رکھیں۔ کہ اسی طرح وہ بھی نامراد مریں گے۔ اور کوئی شخص آسمان سے نہیں اُتریگا اور پھر اگر اولاد کی اولاد ہوگی۔ تو وہ بھی اس نامرادی سے حصہ لیں گے۔ اور کوئی ان میں سے حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھیگا"

(۵) ایام الصلح اردو صہ ۹۱ پر مرقوم ہے:۔

"مسیح موعود صرف اس جنگ روحانی کی تحریک کے لئے آیا۔ ضرور نہیں۔ کہ اس کے روبرو ہی اس کی تکمیل بھی ہو۔ بلکہ یہ تخم جو زمین میں بویا گیا۔ آہستہ آہستہ نشوونما پائے گا۔ یہاں تک کہ خدا کے پاک وعدوں کے موافق ایک دن یہ ایک بڑا درخت ہو جائیگا اور تمام سچائی کے بھوکے اور پیاسے اس کے سایہ کے نیچے آرام کریں گے۔ ...... مگر یہ سب کچھ جیسا کہ سنت اللہ ہے تدریجاً ہوگا۔ اس تدریجی ترقی کے لئے مسیح موعود کا زندہ ہونا ضروری نہیں بلکہ خدا کا زندہ ہونا کافی ہوگا۔ یہی خدا تعالےٰ کی قدیم سے سنت ہے۔ اور اس کی سنتوں میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ پس ایسا آدمی سخت جاہل ہوگا۔ کہ جو مسیح موعود کی وفات کے وقت اعتراض کرے کہ وہ کیا کر گیا۔ کیونکہ اگرچہ یکدفعہ نہیں مگر انجام کار وہ تمام بیج جو مسیح موعود نے بویا۔ تدریجی طور پر بڑھنا شروع کرے گا۔ اور دلوں کو اپنی طرف کھینچے گا۔ ...... وہ وقت اور گھڑی خدائے تعالےٰ کے علم میں ہے۔ جب یہ اکمل اور اتم تبدیلی ظہور میں آئے گی جس طرح تم دیکھتے ہو۔ کہ جاہلیت بھی یکدفعہ زمین پر نہیں پھیلی۔ بلکہ اس کا بیج آہستہ آہستہ بڑھتا اور پھولتا گیا۔ ایسا ہی آہستہ آہستہ سچائی کی طرف دُنیا اپنی کروٹ بدلیگی"

(۶) تریاق القلوب صہ ۱۴۸ میں فرماتے ہیں:۔

"اس لئے اُس نے پسند کیا۔ کہ اس خاندان (یعنی سادات) کی لڑکی میرے نکاح میں لائے۔ اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلائے" (اہل پیغام بغور پڑھیں)

اب ان تصریحات و توضیحات کے ہوتے ہوئے کون عقلمند کہہ سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں ہی اس تمام تبدیلی کا وقوع پذیر ہونا لکھا ہے۔

معترض کی پیش کردہ عبارت کا مطلب

اگر "امرتسری محقق" ان عبارتوں کو۔ کہ جو اُس نے نقل کی ہیں مذکورہ بالا تشریحات کی روشنی میں دیکھتا۔ بلکہ انہی عبارتوں کو تعقب کی پٹی اتار کر پڑھتا۔ تو یقیناً حقیقت حال اس پر منکشف ہو جاتی معترض چند عبارتیں نقل کر کے لکھتا ہے:۔ جناب مرزا صاحب کی مذکورہ عبارات سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ کسر صلیب استیصال مذہب نصاریٰ۔ اقوام عالم۔ کیا ہندو کیا عیسائی اور کیا یہود اور کیا صابئی۔ تمام کی تمام کا مذہب اسلام پر جمع ہو جانا وغیرہ تمام ہم

جناب مرزا صاحب کی زندگی میں ہونا چاہئے تھا؟ (ملخصاً)

لیکن ناظرین بانکین یہ معلوم کر چکے ہیں۔ کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی صریح تحریرات بڑے زور کے ساتھ معترض کے ان نتائج کو (جس کیفیت کے ساتھ کہ اُس نے سمجھ رکھا ہے) باطل قرار دے رہی ہیں۔ اور خود ان عبارتوں سے بھی کہ جو معترض نے نقل کی ہیں۔ ہرگز یہ نتائج برآمد نہیں ہوتے ؛

گذشتہ نبیوں پر اعتراض

مجھے اس بات کے ماننے میں تامل ہے۔ کہ معترض گزشتہ انبیاء میں سے کسی ایک کے متعلق بھی یہ عقیدہ رکھتا ہو۔ کہ وُہ کامیاب و بامراد ہو کر گئے۔ کیونکہ اس کے قائم کردہ معیار کے رو سے ان کی کامیابی ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔ کون نہیں جانتا کہ انبیاء کے مبعوث ہونے کا مقصد وحید یہ ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں خدا کی حکومت قائم ہو۔ اور شیطانی وساوس و تحریکات کا سلسلہ بند ہو۔ تمام وُہ لوگ کہ جن کی طرف وُہ مبعوث ہوں۔ خدا کے سچے پرستار بن جائیں۔ مگر کیا کسی ایک نبی کے وقت بھی ساری دنیا میں ایسا ہوا

خدا تعالےٰ پر اعتراض

بلکہ میں تو کہتا ہوں۔ خدا تعالےٰ کی ذات بھی اس اعتراض سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ اس کی غرض بھی نبیوں کے بھیجنے سے یہی تھی۔ کہ لوگ نیکی و تقوےٰ پر قائم ہو کر محض اسی سے تعلق جوڑیں مگر ظاہر ہے۔ کہ اب تک بھی یہ بات کامل طور پر پوری نہیں ہوئی پھر کیا خدا تعالےٰ اور اُس کے انبیاء کے متعلق بھی معترض یہ تسلیم کرنے کو تیار ہے۔ کہ وُہ اپنے مقاصد و اغراض میں نعوذ باللہ کامیاب نہیں ہوئے ؛

سرورِ کائنات پر اعتراض

سب سے بڑھ کر یہ کہ کیا پھر وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہنے کی جُرأت کرے گا۔ کہ حضورؐ کو بھی نعوذ باللہ اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی۔ کیونکہ ظاہر ہے۔ کہ حضورؐ کی آمد کی غرض یہی تھی۔ کہ آپؐ تمام دنیا کو پیغامِ حق سنائیں۔ اور انہیں "ظلمات" سے نکال کر "نور" اور "ضلالت" سے بچا کر "ہدایت" کی طرف لے آئیں۔ اور اگر اس مقصد میں شبہ ہو۔ تو یہ آیات پڑھ لیں۔

"قل یاایها الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعًا - وما ارسلنٰک الا رحمة للعٰلمین - وما ارسلنٰک الا کافة للناس بشیرًا ونذیرًا - لیکون للعٰلمین نذیرًا - کتٰبٌ انزلنٰه الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور -

ھٰذا کتٰبٌ انزلنٰه مبارکٌ مصدق الذی بین یدیه ولتنذر ام القرٰی ومن حولها (انعام ع ۱۱)

نیز حدیث میں ملاحظہ کریں۔ ولن یقبضه اللّٰہ حتی یقیم به الملة العوجاء بان یقولوا لا الٰه الا اللّٰہ ویفتح بها اعینًا عمیًا و اٰذانًا صمًا وقلوبًا غلفًا کہ اللہ تعالےٰ آپ کو وفات نہیں دے گا۔ جب تک کہ غلط راستہ درست نہ ہو جائے۔ یعنی لوگ ایک خدا کی پرستش کرنا شروع نہ کر دیں۔ اور اندھی آنکھیں دیکھنے نہ لگ جائیں۔ بہرے کان سننے نہ لگ پڑیں۔ اور سیاہ دل صاف نہ ہو لیں"

لیکن کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے۔ کہ سوائے ایک محدود علاقہ کے باقی دنیا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابھی نبی برحق تسلیم نہ کیا تھا۔ بلکہ اکثر ممالک مثل یورپ وغیرہ کو حضورؐ اپنی آمد کی اطلاع بھی نہ دے سکے تھے۔ (اور نصف دنیا یعنی امریکہ تو ابھی لوگوں کے علم سے بھی باہر تھی۔ حالانکہ "عالمین" میں تو شامل ہے) کہ حضورؐ انتقال فرما گئے۔ پھر کیا اس سے انکار کیا جا سکتا ہے۔ کہ اب تک بھی جو ساڑھے تیرہ سو سال کا ایک لمبا عرصہ گذر چکا ہے۔ بے شمار مخلوق خدا حضورؐ کی صداقت سے منکر اور آپؐ کے لائے ہوئے دین یعنی اسلام سے محروم ہے۔ نیز کیا آپؐ کو خدا تعالےٰ نے اس لئے نہ بھیجا تھا کہ تا تمام مذاہب باطلہ پر "دینِ حق" کو غالب کیا جائے۔ کما قال اللّٰہ تعالٰی ھو الذی ارسل رسوله بالھدٰی ودین الحق لیظھره علی الدین کله۔ پھر کیا حضورؐ کا وصال ہونے سے پیشتر تمام روئے زمین کے غیر مذاہب مغلوب و مفتوح ہو گئے تھے۔ کیا "حق" کے آنے پر "باطل" کا نام و نشان دنیا سے نابود ہو گیا۔ پھر کیا حضورؐ نے یہ نہ فرمایا تھا۔ اوتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدای (ابن ماجہ مصری جلد ۲ - صفحہ ۵۲۳ و مسلم معہ نووی مجتبائی جلد اول صفحہ ۱۹۹ و بخاری مصری جلد ۲ - صفحہ ۱۱۱) کہ مجھے تمام روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔ اور میرے ہاتھوں پر رکھی گئیں۔ کیا اس حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ اے مسلمانو رسول اللہ صلعم تو فوت ہو گئے۔ مگر تم ان خزانوں کو جمع کر رہے ہو۔ وقد ذھب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وانتم تنتثلونها۔ اور کیا آپؐ نے اعطیت الکنزین الاحمر والابیض (ابوداؤد مجتبائی جلد ۲ صفحہ ۲۳۱) نہ فرمایا تھا۔ یعنی یہ کہ مجھے سُرخ و سفید (سونے و چاندی کے) دو خزانے دئیے گئے ہیں۔ پھر کیا آپؐ کی زندگی میں یہ خزانے آپ کو ملے؟ ایسا ہی کیا آپؐ نے یہ نہ فرمایا تھا۔ کہ میری زندگی میں دو جھوٹے پیدا ہونگے۔ جو میرے ہی ہاتھ سے ہلاک ہونگے۔ (ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال بینما انا نائم رایت فی یدی سوارین من ذھب فاھمنی شانھما فاوحی الی فی المنام ان انفخھما فنفختھما فطارا فاولتھما کذابین یخرجان بعدی فکان احدھما العنسی والاٰخر مسیلمة الکذاب -)

(بخاری جلد ۲ - صفحہ ۱۸۸)

تو کیا اسود عنسی و مسیلمہ کذاب دونوں کو خود حضورؐ نے ہلاک کیا تھا۔ اور کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمودہ کے مطابق جزیرہ عرب سے تمام یہود اور تمام نصاریٰ کو نکال دیا۔ اور سوائے مسلمانوں کے اور اس میں کسی کو نہ چھوڑا؟ لاخرجن الیھود والنصارٰی من جزیرة العرب فلا اترک فیھا الا مسلمًا۔

(ابو داؤد جلد ۲ - صفحہ ۷۳ - مطبوعہ مجتبائی)

اور کیا اس حدیث پر لمعات برحاشیہ ابو داؤد میں یہ نہیں لکھا۔ کہ

"حضور کو نصاریٰ کے نکالنے کا موقعہ نہ ملا تھا۔ اور اس لئے مصنف نے عنوان باب میں ان کا نام نہیں لیا"

(دیکھو صفحہ مذکورہ کا حاشیہ)

پس جب یہ سب کچھ نظروں کے سامنے ہے۔ تو پھر کیوں وُہ بات مونہہ سے نکالی جاتی ہے۔ جس سے خود سرورِ کائنات بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام پر حرف آتا ہے۔ افسوس کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی دُشمنی اور آپ کے ساتھ بغض و کینہ نے ان مخالفین کو اندھا کر رکھا ہے۔ اور نہیں دیکھتے کہ وُہ تیر کس پر چلا رہے ہیں ؛

حضرت مسیح موعود کو منہاجِ نبوت پر پرکھو

اے رشد و ہدایت کے طالبو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کی سچائی کو "منہاجِ نبوت" پر پرکھو۔ اور وُہ راستہ مت اختیار کرو۔ کہ جس پر چلنے سے مسلّم راستبازوں کی راستبازی بھی ہاتھ سے جائے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ انبیاء کی زندگی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک ان کی شخصی اور مادی زندگی جو ان کی ظاہری اور جسمانی وفات کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔ مگر ان کی ایک اور زندگی بھی ہوتی ہے۔ اور وُہ ان کے مذہب اور تعلیم کے لحاظ سے ہے۔ یعنی قومی زندگی۔ اور یہ ان کی تعلیم اور ان کی قائم کردہ جماعت کے زمانے اور اس کے بقا تک انہیں حاصل رہتی ہے۔ چنانچہ اس دوسری ہی قسم کی زندگی کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا قیامت زندہ ہیں۔ یعنی آپؐ کا مذہب اور آپؐ کی جاری کردہ تعلیم کا تسلط وہاں تک ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام فرماتے ہیں :-

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے۔ اور آپؐ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصی زندگی میں ہی کمال تک پہونچ جائے۔ کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گذرتا تھا۔ کہ آپؐ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا۔ وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہونچ گیا" (چشمہ معرفت صفحہ ۸۳)

(اسی طرح اگر یہ کام حضرت مسیح موعود کی بھی شخصی زندگی میں بکمالہٖ ظہور پذیر ہو جاتا۔ تو اس سے لازم آتا۔ کہ حضور کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔ حالانکہ حضور کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے۔ ہو

ضروری تھا۔ کہ یہ کام کامل طور پر آپ کی زندگی کے بعد ہی انجام تک پہونچتا۔

پس بسا اوقات انبیاء کہتے ہیں۔ کہ فلاں بات ہماری زندگی یا ہمارے زمانے میں ہوگی۔ اور اس سے مراد ان کی قومی زندگی اور ان کے متبعین کا زمانہ ہوتا ہے۔

اسی طرح بعض دفعہ وہ کہتے ہیں۔ کہ فلاں کام ہم کرینگے۔ یا ہمارے ہاتھ سے انجام پائیگا۔ مگر مراد اس سے ان کا کوئی خلیفہ اور قائم مقام یا ان کی جماعت یا اس کا کوئی فرد ہوتا ہے۔ اور اس کے ہاتھوں اور اس کے ذریعہ وہ کام سرانجام پاتا ہے کیونکہ التابع فی حکم المتبوع ایک مشہور اور مسلّم حقیقت ہے۔ اور اسی لحاظ سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام وہ کام کہ جن کے متعلق آپ نے فرمایا میں کرونگا۔ اگر وہ حضور کے کسی قائم مقام نے کر دیئے۔ تو وہ حضور ہی کے سمجھے جائیں گے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے۔ کہ بعض لوگوں کو آپ نے بعض چیزیں دینے کا وعدہ کیا۔ مگر آپ فوت ہوگئے۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کو آپ کی وعدہ کردہ چیزیں دیں۔ (دیکھو منہاج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۲۱)

سو ایسا ہی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے متعلق سمجھ لیں۔ کہ حضور کے خلفاء اور آپ کے متبعین کے ہاتھ پر جو کچھ ہو رہا ہے۔ یا جو کچھ آئندہ ہوگا۔ وہ سب حضور ہی کی طرف منسوب ہوگا۔ کیونکہ نبی کی جماعت اسی کے حکم میں سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں "نیز اس کی جماعت کے لئے جو اسی کے حکم میں ہے" اور یہ سب کچھ حضور ہی کے زمانہ میں ہوگا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔ "مسیح موعود کا زمانہ اس حد تک ہے۔ جس حد تک اس کے دیکھنے والے یا دیکھنے والوں کے دیکھنے والے اور یا پھر دیکھنے والوں کے دیکھنے والے دنیا میں پائے جائینگے اور اس کی تعلیم پر قائم ہونگے۔ غرض قرون ثلاثہ کا ہونا برعایت منہاج نبوت ضروری ہے"

(حاشیہ تریاق القلوب صفحہ ۲۷۸)

معترض کی نادانی

پس معترض کا یہ کہنا کہ چونکہ "غلبۂ اسلام" حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں ہونا چاہئے تھا۔ اور وہ نہیں ہوا۔ اس لئے آپ صادق نہیں۔ سخت نادانی اور کج فہمی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ اول تو اس غلبہ کی نوعیت اور کیفیت ہی وہ نہیں جو معترض نے سمجھ رکھی ہے۔ بلکہ اس طرح کا غلبہ تو خلاف قرآن۔ خلاف سنت الٰہیہ اور خلاف عقل و نقل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ ہرگز نہیں لکھا کہ دنیا پر ایک متنفس بھی غیر مسلم نہ رہیگا۔ اور نام کو بھی دوسرے مذاہب یا ان کا کوئی پیرو نہیں رہیگا (دوئم) حضور کا زمانہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ اس لئے کم از کم اس وعدے کے ظہور کے لئے قرون ثلاثہ کا انتظار چاہئیے؛

فتوحات کا بنیادی پتھر

ہاں یہ بات دیکھنے کے قابل ہے۔ کہ آیا وہ کام کہ جو ایک نبی اپنی شخصی اور مادی زندگی میں کر سکتا ہے۔ اور کہ جس طرز پر خدا تعالےٰ کی ہمیشہ سے سنت چلی آئی ہے۔ اس کے مطابق اور اس حد تک حضور نے کام کیا ہے۔ یا نہیں۔

سو اہل بصیرت اور بیدار مغز انسان خوب جانتے ہیں کہ حضرت اقدس کی وفات نہ ہوئی۔ جب تک آپ نے آئندہ آنے والی تمام ترقیات اور فتوحات کا بنیادی پتھر نصب نہ کرلیا۔ اور آپ اس جہان سے تشریف نہ لے گئے۔ کہ جب تک اپنے پروگرام کے اکمل و اتم طور پر ظہور پذیر ہونے کے لئے کافی سے زیادہ تخم ریزی نہ کر چکے۔ لیهلك من هلك عن بينة ويحيىٰ من حیّ عن بينة

کسر صلیب کا ظہور

آپ نے اپنی ظاہری آنکھوں سے "کسر صلیب" اور مذہب علیسویت کی ہلاکت، اور غلبہ اسلام اور آفتاب صداقت کو ملاحظہ فرمالیا۔ اور یہی حضور کی آمد کا مقصد تھا۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں "مسیح موعود کا آنا عیسائی خیالات کی شکست کے لئے تھا" (تریاق القلوب صفحہ ۱۶۵) اور آج ہر چشم بینا "عیسائی خیالات کی شکست" کو دیکھ رہی ہے۔ ہر گوش ہوش سن رہا ہے۔ اور ہر قلب سلیم یہ حقیقت محسوس کر رہا ہے۔ کہ صلیب ٹوٹ چکی اور باطل مغلوب ہو چکا۔ سچ ہے جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔ ان اندھی آنکھ بہرہ کان۔ اور بیمار دل ابھی اس حقیقت سے ناآشنا ہیں لیکن سن رکھیں۔ وہ دن بھی دور نہیں۔ جب بے نور آنکھ۔ بہرہ کان۔ اور بیمار دل بھی اس آفتاب حقیقت کو شمس فی نصف النہار کی طرح چمکتا ہوا پالینگے۔ فاصبروا ان وعد الله حق

معترض کی مغالطہ دہی

نادان معترض نے ناواقف ناظرین کو دھوکہ دینے کی غرض سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے الفاظ "تاکہ اسلام کے غلبہ پانے کا زمانہ جلد سے جلد آئے" سے یہ نتیجہ نکالنا چاہا ہے۔ کہ گویا حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے نزدیک جس "غلبۂ اسلام" کے ظہور کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام تشریف لائے تھے۔ وہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوا۔ لیکن ارباب عقل و فہم بخوبی معلوم کر چکے ہیں۔ کہ اس غلبہ سے وہ "غلبہ کاملہ" مراد ہے۔ کہ جو اسلام کو کفر پر اکمل و اتم طور پر حضور کی مادی زندگی کے بعد آپ کے متبعین و خلفاء کے ہاتھوں حاصل ہونے والا ہے۔ اس طور پر کہ گویا "کفر ایک ناپاک چیز کی طرح سے دنیا سے اٹھا کر پھینک دیا جائے" (متصل عبارت نقل کردہ معترض) ورنہ جس حد تک اور جس غلبۂ اسلام کا ظہور حضور کی شخصی اور جسمانی زندگی سے وابستہ تھا۔ وہ تو بکمال و تمام پورا ہو چکا۔ جس کی تصریح و توضیح خود حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسی اشتہار کے صفحہ ۳ پر بایں الفاظ فرما چکے ہیں:۔

"حتیٰ کہ وہ دن آگیا جب اسلام کو اس کی پوری شان کے ساتھ قائم کر کے اور اس کے جان نثاروں کی ایک جماعت بنا کر وہ خدا کا پیارا اپنے پیارے سے جا ملا"

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد

یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام تو مسلمانوں کو تقوےٰ و طہارت پر قائم کرنے اور انہیں سچے مسلم بنانے آئے تھے۔ مگر وہ ایسا نہ کر سکے۔ محض نادانی یا دھوکہ دہی کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا اپنے ماموروں کو کسی غرض کے لئے بھیجنا امر دیگر ہے۔ اور یہ کہ لوگ بھی خدا کی مرضی کی پیروی کرنے لگ جائیں۔ اور اس مرسل کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھال لیں۔ یہ بالکل اور بات ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ تمام انبیاء علیہم السّلام اور علے الخصوص ہمارے سید و مولےٰ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی مقصد کے لئے آئے تھے۔ پھر کیا وہ حسب منشاء خود "تمام لوگوں کو "مسلم" "متقی" اور خدا پرست بنا گئے۔ اگر کہیں بعض کو تو آیت لتكون للعلمين نذيرا اور انی رسول الله اليكم جميعًا کو یاد کریں۔ اور بعض کو تو حضرت اقدس بھی اس مقام پر پہونچا گئے ہیں۔ فلا تكن من الغافلين۔ باقی "لاہوری و قادیانی نزاع" کو اس کے خلاف پیش کرنے سے قبل صحابہ رضی اللہ عنہم کی باہمی جنگوں اور کشت و خون کی ندیاں بہا دینے کے واقعات کو مدنظر رکھ لیں۔ اور ساتھ ہی یہ آیت بھی پڑھیں۔ من قتل مومنا متعمدًا فجزاءهٗ جهنم والسّلام

خاکسار تاج الدین لائل پوری (مولوی فاضل) قادیان

اقتباسات

جمعیۃ العلماء کی کانگریس میں شرکت

ہمارے علماء سیاست سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ ملک اور قوم کی فلاح و بہبودی سے انہیں کوئی ہمدردی ہو یا نہ ہو مگر ماشاء اللہ ذاتی اغراض پوری کرنے اور شخصی اقتدار کو بڑھانے کے لئے وہ برطانوی ڈپلومیٹوں کے کان کترتے ہیں۔ اور خوب سیاسی چالیں چلنے لگے ہیں۔ جمعیۃ العلماء کا اس وقت کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل ایسی اچھی چال ہے۔ کہ بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ ہم ان سارے علماء پر بدگمانی نہیں کرتے۔ جو جمعیۃ میں شریک ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے بھی ہونگے۔ جو دل سے آزادی خواہ ہوں۔ مگر سب نہیں۔ اور غالب عنصر نہیں۔ جمعیۃ العلماء کے کارپردازوں نے محض جمعیۃ پر اپنا قبضہ قائم رکھنے کے لئے۔ اور اپنے مقابلہ میں نظام علماء کو ایک حکومت پرست گروہ ثابت کرنیکے لئے یہ جرأت کی ہے۔

غریب مسلمانوں کو یہ خبر نہیں۔ کہ ان کے عالم اب ایسے ہونے لگے ہیں۔ کہ سیاست میں فتویٰ صادر کرنا تو بڑی بات ہے ان میں سیاست کا فہم بھی موجود نہیں۔ جس طرح وہ غیر عالم کو جمعیۃ العلماء کی رکنیت کا اہل نہیں سمجھتے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ سیاست دان ان کو سیاست پر رائے زنی کا اہل نہیں سمجھتے۔ یہ حضرات مذہبی عقیدت کے اثر سے غریب مسلمانوں کو اس پر مجبور کر رہے ہیں۔ کہ وہ سیاست میں بھی . . . . ان کی قیادت قبول کریں۔ جو سیاست کی راہ میں دو قدم چلنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

مسلمان خدارا سیاسیات میں کسی دینی تقدس سے متاثر ہو کر اپنا مستقبل برباد نہ کریں۔ ایک تو مسلمانوں کا سیاسی فکر یونہی معطل ہو چکا ہے۔ اور شاید اسی شخصیت پرستی اور کورانہ تقلید کی بدولت کہ فلاں مولوی صاحب فلاں طرف ہیں۔ تو ہم بھی اُدھر ہی جائیں گے۔ اب اگر سیاست میں بھی حضرات علماء نے یہی تخریب پھیلائی۔ جو دوسرے شعبہائے حیات میں وہ پھیلا چکے ہیں۔ تو پھر مسلمانوں کا مستقبل تاریک ہے۔ جمعیۃ العلماء اور نظام توسیع علماء میں حضرات علماء خود یہ طے کر سکتے ہیں۔ کہ وہ کیا کریں۔ ملک یا کونسی سیاسی جماعت کے ساتھ شریک ہوں۔ مگر اس کا ان کو کوئی حق نہیں۔ کہ وہ مذہبی اثرات کو کام میں لا کر مذہب کا نام لیکر اور دین کے خطرہ کا خوف دلا کر عام مسلمانوں کو اپنے پیچھے چلنے پر مجبور کریں۔ (ہمت ۲۳ رمئی)

ہندو اور تصفیہ حقوق

آخر ہم مسلمانوں کو سوچنا چاہیئے۔ کہ "تصفیہ حقوق" سے ہمارے وطنی بھائیوں کو اتنا عناد کیوں ہے۔ کہ اس کا ذکر بھی ان کے کانوں پر گراں گذرتا ہے۔ اور اس کا نام سنتے ہی اتنے مغلوب الغضب ہو سکتے ہیں۔ کہ مہاتما گاندھی کی گردن بھی ان کے بے پناہ ہاتھوں سے مامون و مصئون نہیں رہ سکتی۔ کیا اس کی وجہ صرف یہ نہیں ہے۔ کہ کانگریس پر ہندو مہاسبھا مستولی ہے۔ اور ہندو مہاسبھا کو تصفیہ حقوق سے شدید انکار ہے۔ مہاتما گاندھی فرماتے ہیں۔ کہ تصفیہ حقوق اس بنا پر بھی مفید ہے۔ کہ اگر یہ ہو جائے۔ تو حصول سوراج کے بعد ہندو مسلم مناقشت و منافست کا سد باب کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ آپ تو یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ میں تو اقلیت کی حکومت بھی قبول کرنے پر آمادہ ہوں۔ سوال یہ ہے۔ کہ اگر مہاتما گاندھی واقعی ہندوستان کے بے مثل قائد اعظم ہیں۔ آپ کو بے نظیر ہر دلعزیزی حاصل ہے۔ تو کیوں برادران وطن تصفیہ حقوق کے خصوص میں مہاتما گاندھی کے ہمنوا نہیں ہوتے۔ اور کیوں اس سوال کے جواب میں بزبان قال حال یہ کہہ رہے ہیں کہ

گرجان طلبی مضائقہ نیست ؛ حق سے طلبی سخن درین است

جب خود کانگریسی حضرات اور برادران وطن مہاتما گاندھی کے ارشادات کو بکمال بے التفاتی ٹھکرا رہے ہیں۔ تو وہ کس برتے پر حکومت سے یہ منوا سکتے ہیں۔ کہ اسے گاندھی جی کے سامنے پوستے ٹیک دینے چاہئیں۔ (وکیل امرتسر)

علماء کی افسوسناک روش

جمعیۃ العلماء اور نظام توسیع علماء کے اجلاس علیحدہ علیحدہ ایک ہی تاریخوں میں امروہہ میں منعقد ہوئے۔ دونوں مجالس نے ایک دوسرے کو بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ علیحدہ علیحدہ ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ جمعیۃ العلماء کے ریزولیوشن موجودہ تحریکات کی تائید میں پاس کئے گئے برخلاف اس کے نظام توسیع علماء نے مسلمانوں کو ان تحریکات سے باز رہنے کی ہدایت کی۔ ہر جماعت کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے۔ اور دوسرا فریق صرف چند اصحاب پر مشتمل ہے۔

غرضیکہ مسلمانوں کی موجودہ روش پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے۔ وہ کم ہے۔ نہ یہ موقعہ کی اہمیت کا کچھ لحاظ کرتے ہیں اور نہ قومی وقار کا۔ کیا ان کارروائیوں سے مسلمانوں کی کوئی آواز موثر ہو سکتی ہے۔ اور کوئی مفید نتیجہ اس سے پہنچ سکتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی آخر مختلف الخیال اصحاب کی انجمنیں موجود ہیں۔ جو سب اپنے اپنے نقطہ خیال کے بموجب قومی . . . . تحریکات میں سرگرم حصہ لے رہی ہیں۔ مختلف اوقات میں مختلف جگہ ان کے اجلاس ہوتے ہیں۔ اور ہر جماعت اپنے خیال کے مطابق قوم کو فائدہ پہونچا رہی ہے۔

اے کاش مسلمانوں کو سمجھ آئے۔ اور وہ ان حالات سے کوئی سبق حاصل کریں۔ (البشیر ۲۰ رمئی)

نمک چور کا اسوہ حسنہ

مسٹر گاندھی نے جب قانون نمک کے توڑنے کی مہم شروع کی۔ تو مولانا انور شاہ صاحب محدث دیوبندی نے جنہوں نے لاہور میں مولوی عطاء اللہ صاحب بخاری کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جھٹ حدیث نمک پیش کر دی۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ نمک چرانے کے جواز میں ہمارے ان "پیشوایان دین" کو کوئی حدیث نہیں ملی۔ ورنہ وہ پکار اُٹھتے۔ کہ نمک چور مہاتما" نے صرف سنت قدیم کی تجدید کی ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

حکم گاندھی کا اشارہ ہے رسول اللہ کا

اگر کوئی حدیث اس قسم کی نہیں ملی۔ تو یہ کیا ضرور ہے کہ ہمارے علمائے کرام "نمک چور" کے "اسوہ حسنہ" کی تقلید کی عزت سے محروم رہیں۔ اس لئے کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء ہند نے "نمک چور" گاندھی کے روحانی حکم کے بموجب دھارسانہ کے ذخیرۂ نمک پر حملہ کرنے والی نمک چور جماعت کی رہنمائی کے لئے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔

فری پریس کی یہ اطلاع اگر کانگریسی پروپیگنڈا کا ایک

فہرست مبایعین ۱۹۲۹ء

گذشتہ سے پیوستہ

۱۳۰۰ فضل بیگم صاحبہ فیروزپور شہر
۱۳۰۱ سراج الدین صاحب جمعدار۔ نابھہ سٹیٹ
۱۳۰۲ غلام محمد صاحب ضلع امرتسر
۱۳۰۳ عنایت اللہ " " گجرات
۱۳۰۴ انوار احمد صاحب معرفت ایم۔ اے۔ حق ایم۔ ایچ۔ ایس۔ بہار شریف
۱۳۰۵ احمد خانصاحب ولد اصغر خان کلرک دفتر ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر۔ گوجرانوالہ
۱۳۰۶ جوان سنگھ نومسلم ضلع امرتسر
۱۳۰۷ میا سنگھ " " "
۱۳۰۸ ادجاگر سنگھ " " "
۱۳۰۹ کیپا سنگھ " " "
۱۳۱۰ محفتی بی بی صاحبہ زوجہ غلام محمد میر صاحب کشمیر
۱۳۱۱ احمد دین صاحب سابق گورا ند تاملی۔ ضلع لائلپور
۱۳۱۲ مس جمودہ آثر صاحبہ۔ سکندر آباد
۱۳۱۳ اہلیہ مصری خان صاحب۔ سانبھر جھیل
۱۳۱۴ عبد الحق صاحب متعلم۔ ضلع گورداسپور
۱۳۱۵ عبد الکریم صاحب۔ پونچھ ریاست
۱۳۱۶ نعمت بی بی صاحبہ اہلیہ حاجی الہ بخش صاحب، ضلع جھنگ
۱۳۱۷ محمد حسین صاحب۔ ضلع شاہپور
۱۳۱۸ شیخ ملی صاحب بنگال
۱۳۱۹ رحمت بی بی صاحبہ۔ ضلع گورداسپور
۱۳۲۰ بنت جمعدار علی بہادر خانصاحب ڈیٹرزی اسسٹنٹ سرجن فیروزپور چھاؤنی۔
۱۳۲۱ لال دین صاحب۔ سیالکوٹ
۱۳۲۲ میاں شاکر محمد صاحب۔ اوڑیسہ
۱۳۲۳ سبحان خانصاحب "
۱۳۲۴ شیخ عادل صاحب "
۱۳۲۵ عبد الرحیم خانصاحب "
۱۳۲۶ میاں خانصاحب "

۱۳۲۷ والدہ میاں خانصاحب اوڑیسہ
۱۳۲۸ زوجہ پہلوان خانصاحب "
۱۳۲۹ والدہ " " "
۱۳۳۰ ناظر خان صاحب "
۱۳۳۱ اللہ رکھی نابینا "
۱۳۳۲ شیخ مراد صاحب "
۱۳۳۳ ابراہیم خانصاحب "
۱۳۳۴ اہلیہ شیخ مراد صاحب "
۱۳۳۵ غلام محمد صاحب نومسلم "
۱۳۳۶ جمعہ خان ولد شاکر خانصاحب "
۱۳۳۷ غلام محمد صاحب ضلع گجرات
۱۳۳۸ ابدی خانصاحب اوڑیسہ
۱۳۳۹ چاند خانصاحب "
۱۳۴۰ ابدی خانصاحب خورد "
۱۳۴۱ گلاب خان صاحب "
۱۳۴۲ شیخ حمید صاحب "
۱۳۴۳ غلام علی صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۳۴۴ سید احمد صاحب " "
۱۳۴۵ علی اکبر " " "
۱۳۴۶ غلام باری صاحب " " "
۱۳۴۷ ہمشیرہ برکت علی صاحب ضلع جالندھر
۱۳۴۸ میاں معراجدین صاحب ٹیچر زمیندارہ سکول۔ گجرات
۱۳۴۹ جیوان بی بی صاحبہ۔ والدہ عبد الوہاب صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۳۵۰ ولی محمد صاحب۔ ضلع گجرات
۱۳۵۱ جناب مہدی علی خانصاحب۔ محبوب نگر۔ علاقہ نظام حیدرآباد دکن
۱۳۵۲ محمد درویش علی صاحب محبوب نگر علاقہ نظام حیدرآباد دکن
۱۳۵۳ محمد امین الدین صاحب حکیم گتہ دار " " "
۱۳۵۴ سید حسین صاحب " " " "
۱۳۵۵ غلام محمد صاحب تاجر " " " "
۱۳۵۶ مسماۃ لچھمی بیوہ قادری ریاست پٹیالہ

۱۳۵۷ میاں خان ولد مولا داد صاحب۔ ضلع گجرات پنجاب
۱۳۵۸ امینہ بی بی صاحبہ زوجہ لال صاحب ترکھان۔ ضلع گجرات
۱۳۵۹ فاطمہ بی بی صاحبہ زوجہ عبد اللہ صاحب "
۱۳۶۰ محمد ابو القاسم صاحب بنگال
۱۳۶۱ عبد القادر صاحب "
۱۳۶۲ عبد المنان " "
۱۳۶۳ والدہ صاحبہ جلال الدین۔ ضلع گورداسپور
۱۳۶۴ جلال الدین صاحب " "
۱۳۶۵ فاطمہ بی بی صاحبہ ہمشیرہ نور احمد صاحب " سیالکوٹ
۱۳۶۶ شیخ محمد علی صاحب۔ مدرس۔ ضلع منٹگمری
۱۳۶۷ ملک سلطان احمد صاحب " سیالکوٹ
۱۳۶۸ شیخ محمد حسین صاحب مہدی پوسٹ نیر تعلقہ عسکری متبرہ خاندیس
۱۳۶۹ مہتاب خانصاحب " " " "
۱۳۷۰ بنے خانصاحب " " " "
۱۳۷۱ بشیر احمد صاحب ولد نادر خانصاحب " " " "
۱۳۷۲ شیخ گلاب صاحب " " " "
۱۳۷۳ عبد اللہ صاحب سابق منشی ضلع جالندھر
۱۳۷۴ غلام رسول صاحب " لاہور
۱۳۷۵ امام بخش صاحب " "
۱۳۷۶ اہلیہ نور الدین صاحب " "
۱۳۷۷ اہلیہ امام بخش صاحب " "
۱۳۷۸ قاضی ہمایوں بخت " ضلع مین پوری یو۔ پی
۱۳۷۹ سردار شاہ صاحب " گجرات پنجاب
۱۳۸۰ رحمت بی بی صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۱۳۸۱ نعمت علی خانصاحب " شیخوپورہ
۱۳۸۲ رحیم بخش صاحب ہمدانی۔ موچی گیٹ۔ لاہور
۱۳۸۳ سید میر بسمل صاحب ایڈیٹر اخبار ریویو پرنچ۔ اندرون دہلی گیٹ۔ لاہور
۱۳۸۴ عبد الغفار خانصاحب ضلع گورداسپور
۱۳۸۵ فضل الٰہی صاحب " سیالکوٹ
۱۳۸۶ دولو خانصاحب " گورداسپور
۱۳۸۷ فقیر شاہ صاحب ہزاروی معرفت الہ دین صاحب پمپ کیپر۔ مردان، ریلوے سٹیشن ضلع پشاور
۱۳۸۸ بھاگن بی بی صاحبہ ضلع لائلپور
۱۳۸۹ سلطان محمود صاحب۔ ڈیرہ غازیخان
۱۳۹۰ نذر محمد صاحب۔ گوجرانوالہ
۱۳۹۱ محمد اسماعیل صاحب نومسلم۔ ریاست پھگواڑہ
۱۳۹۲ عمر خیر صاحبہ اہلیہ مستری مہتاب الدین صاحب امرتسر
۱۳۹۳ مختاراں صاحبہ اہلیہ سردار صاحبہ زمیندار خیر احمدی

۱۳۹۴ سید حیدر شاہ صاحب پنشنر ضلع منٹگمری
۱۳۹۵ عرب النساء صاحبہ بنت عبد الکریم صاحب بنگال
۱۳۹۶ عبد العلی صاحب ولد " " "
۱۳۹۷ محمد شمس الزمان صاحب "
۱۳۹۸ نبی بخش صاحب ضلع گجرات
۱۳۹۹ پھلول خانصاحب ولد نذیر خان۔ مین پوری یو۔ پی
۱۴۰۰ فیاض احمد صاحب۔ میرٹھ شہر
۱۴۰۱ چودہری حسن محمد صاحب ضلع گوجرانوالہ
۱۴۰۲ نغر خان صاحب " گجرات
۱۴۰۳ عین علی صاحب معرفت نعمت اللہ خانصاحب برج انسپکٹر۔ کالا باغ۔ باڈی انڈس۔
۱۴۰۴ نوراں بی بی صاحبہ زوجہ حسن محمد مرحوم ضلع گورداسپور
۱۴۰۵ حسین بی بی صاحبہ ہمشیرہ شیخ محمد بخش صاحب۔ ضلع گورداسپور
۱۴۰۶ فیروز الدین صاحب۔ جموں۔
۱۴۰۷ قاضی حسام الدین صاحب "
۱۴۰۸ بیگم بی بی صاحبہ دختر چادو بی ضلع شیخوپورہ
۱۴۰۹ لیاقت حسین صاحب ضلع مونگیر۔
۱۴۱۰ محمد صاحب معرفت قاضی غلام حسین صاحب، متولی مسجد احمدیہ شہر گھیانہ ضلع جھنگ
۱۴۱۱ میاں احمد بخش صاحب، ضلع گورداسپور
۱۴۱۲ ناظر خان صاحب۔ اوڑیسہ
۱۴۱۳ اہلیہ صاحبہ ناظر خان صاحب اوڑیسہ
۱۴۱۴ چودہری سلطان احمد صاحب ضلع گورداسپور
۱۴۱۵ حافظ محمد ایوب صاحب ضلع گجرات پنجاب
۱۴۱۶ غلام غوث صاحب ضلع ہوشیارپور
۱۴۱۷ نذیر احمد صاحب " "
۱۴۱۸ نیاز احمد صاحب " "
۱۴۱۹ فضل بیگم صاحبہ " "
۱۴۲۰ شمشاد بیگم صاحبہ " "

تلاش ملازمت

ایک احمدی لڑکی کیلئے جو نارمل اور مڈل کے امتحان پاس ہے کسی اچھے شہر میں سرکاری ملازمت کی ضرورت ہے۔ اس کا خاوند درزی کا کام کرتا ہے احباب مہربانی کر کے فضل کریم صاحب احمدی بزاز و درزی بازار خیمہ والا شہر گوجرانوالہ کے پتہ سے خط وکتابت کریں۔

اس غیر معمولی رعایت سے فائدہ اٹھائیے

اور موسم گرما کو خوشگوار بنائیے

جو لوگ اپنے خطوط ۴ اور ۱۵ جون تک ڈاکخانہ میں ڈالینگے

انہیں ایک روپیہ کی چیز بارہ آنے میں ملیگی

سو شہادتوں کی ایک شہادت

مکرم و معظم جناب قاضی اکمل صاحب ناظم طبع و اشاعت الفضل کے ۲۹ جون ۲۶ء کے اشتہار میں ہمارے طریق عمل کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یہ امر موجب خوشی ہے۔ کہ مینجر صاحب نور اینڈ سنز کسی دوائی کا اشتہار نہیں دیتے جب تک مختلف آدمیوں پر اسے آزما کر اسکے مفید ہونیکا اطمینان حاصل نہ کرلیں۔ امید ہے کہ احباب کرام بھی ادویات مشتہرہ سے فائدہ اٹھائینگے"

"رفیق زندگی"

موسم گرما کے لئے بےنظیر تحفہ

عام طور پر مقوی ادویات گرم ہوتی ہیں۔ اور موسم گرما میں بسا اوقات ان کا استعمال مضر بیٹھتا ہے۔ حالانکہ اسی موسم میں مقویات کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ بوجہ گرمی زیادہ پانی پینے جلنے اور بھوک کے مر جانے سے جسم کھوکھلا ہو جاتا ہے۔ لہذا اس موسم میں ایسی چیز کی ضرورت تھی۔ جو مقوی بھی ہو مفرح اور خوشگوار بھی اور گرمی کی گھبراہٹ کو دور کرنے والی بھی۔ سو مبارک ہو۔ کہ وہ چیز تیار ہو گئی جس کا نام "رفیق زندگی" ہے۔ موسم گرما کے لئے یہ ایک نادر تحفہ ہے۔ مفرح دل۔ اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار یا کسی اور وجہ سے جن کے چہرے زرد اور بےرونق و پژمردہ ہو چکے ہوں۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بےچینی۔ گھبراہٹ۔ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ ذرا سے کام سے دل کانپتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔ ان کے لئے یہ جادو اثر اور نعمت غیر مترقبہ ہے قیمت فی بکس جس میں ایک ماہ کی خوراک ہے۔ صرف پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ ؛

پھول بغیر کانٹا

اعصابی کمزوری کے لئے یہ ایک عجیب و غریب تحفہ ہے۔ سریع الاثر اور سہل العمل ہونیکی وجہ سے اس کی دنیا کو عرصہ سے ضرورت تھی۔ اس کی تشریح بیان سے باہر ہے "رفیق زندگی" کیساتھ نصف قیمت یعنی ایک روپیہ آٹھ آنے ورنہ تین روپے۔ رفیق زندگی کے ہمراہ پھول بغیر کانٹا کا استعمال سونے پر سہاگہ ہے۔

اکسیر معدہ

شدت گرما معدہ پر جو ناگوار اثر ڈالتی ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ یہ اکسیر بھوک کے کھو جانے ہیضہ بدہضمی، درد شکم، اپھارہ۔ باؤ گولہ۔ پیٹ کے گڑگڑانے کھٹی ڈکاریں۔ قے۔ جی کے متلانے جگر و تلی کے بڑھ جانے سر چکرانے، کرم شکم، قبض، اسہال، زہیر، کھانسی، دمہ کیلئے تیر بہدف ہے۔ خوراک ۳ قطرے چار رتی قیمت فی شیشی دو روپے جو مدت کے لئے کافی ہے۔ محصول ڈاک علاوہ ؛

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق کی شہادت

مکرمی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق اکسیر معدہ کیمتعلق فرماتے ہیں "کہ مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی۔ اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی اور میری تمام معدہ اور شکم کی شکایات رفع ہو گئیں۔ اس کا خاص شکریہ ادا کرتا ہوں"

کیونکہ موسم گرما کیلئے رفیق زندگی۔ پھول بغیر کانٹا۔ اکسیر معدہ نعمت غیر مترقبہ ہیں جن کا ہر گھر میں موجود رہنا ضروری ہے۔ لہذا ان بہترین ادویات کو شہرت دینے کیلئے اور ان موسمی تکالیف سے پبلک کو وسیع پیمانہ پر مستفیض کرنے کیلئے یہ غیر معمولی رعایت دی جارہی ہے۔ کہ جو صاحب ۴ اور ۱۵ جون کو اپنے آرڈر ڈاکخانہ میں ڈالینگے۔ انہیں ایک روپیہ کی چیز بارہ آنے کو دی جائیگی۔ پھر لطف یہ کہ اگر خدانخواستہ فائدہ نہ ہو۔ تو اپنی قیمت واپس لو۔ اس سے بڑھکر اور کیا تسلی ہو سکتی ہے۔ لہذا اس غیر معمولی رعایت سے صرف آپ خود ہی فائدہ اٹھائیے۔ بلکہ اپنے دوسرے دوستوں کو بھی شامل کیجئے۔ اگر آپ ان ادویات کے ہمراہ اس کارخانہ کا مقبول عام موتی سرمہ (قیمت دو روپے آٹھ آنہ فی تولہ) اور اکسیر البدن (قیمت ایک ماہ کی خوراک پانچ روپے) موتی دانت پوڈر (قیمت ایک روپیہ) رجسٹرڈ از گورنمنٹ عالیہ بھی طلب فرمائینگے۔ تو محصول ڈاک کی بچت رہیگی۔ اور جس صاحب کا آرڈر بیس روپے کا ہوگا۔ انہیں محصول ڈاک وغیرہ بھی معاف۔ اور غیر ممالک کے لئے چالیس روپے کے آرڈر پر محصول ڈاک معاف۔ غیر ممالک میں ڈاک دیر سے پہونچتی ہے ان کے لئے بجائے ۴ اور ۱۵ جون کے ۱۲ و ۱۵ جولائی کی تاریخیں مقرر کی جاتی ہیں۔ چونکہ غیر ممالک میں وی۔ پی نہیں جاسکتا۔ لہذا ان کی قیمت معہ محصول ڈاک کے پیشگی آنی چاہیئے ؛

ملنے کا پتہ

مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ڈاکٹر

محمد عبدالرحمٰن صاحب آئی۔ ایم۔ ڈی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کنگ آف ٹانکس کے اجزاء کو دیکھا ہے جو کہ قیمتی اور بہترین ادویہ کا بنایا ہوا گولیوں کی صورت میں مفید مرکب ہے۔ کنگ آف ٹانکس اعصابی کمزوری کے مریضوں کو استعمال کرانے سے مفید پایا ہے۔ قیمت ۴۰ گولی عہ ۳۰ گولی للعہ روپے علاوہ محصولڈاک

تیار کردہ **فیض عام میڈیکل ہال قادیان**

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

محرم کے رعایتی ٹکٹ

محرم کی تعطیلات کے لئے ۱۳ مئی سنہ ۱۹۳۱ء سے ۷ جون سنہ ۱۹۳۱ء تک حسب ذیل شرح پر رعایتی واپسی ٹکٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے تمام سٹیشنوں پر مل سکیں گے۔ بشرطیکہ یکطرفہ سفر سو میل سے زیادہ ہو۔ یا اتنے فاصلہ کا کرایہ ادا کیا جائے۔ یہ ٹکٹ ۱۲ جون سنہ ۳۱ء تک قابل استعمال ہونگے۔

فسٹ اور سیکنڈ کلاس .... ایک طرف کا پورا کرایہ اور اس کا ½

انٹر کلاس .... 〃 〃 〃 〃 〃 ½

تھرڈ کلاس .... 〃 〃 〃 〃 〃 ¾

این۔ ڈبلیو۔ ریلوے ہیڈکوارٹرز آفس لاہور — جے۔ ایچ۔ جینز

۱۵ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء — چیف کمرشیل منیجر

جدید انگلش ٹیچر نے مجھے
کئی کتابوں سے بے نیاز کر دیا

جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج حصار فرماتے ہیں۔ میں نے جدید انگلش ٹیچر کو بچوں کے لئے نہایت ہی مفید پایا ہے۔ دو کتابیں اور ارسال کر کے مشکور فرمائیں۔ جناب غلام احمد خان صاحب ولد رزی کمپاؤنڈر مرید کے "جدید انگلش ٹیچر سے میری علمی لیاقت میں بہت ترقی ہو رہی ہے اس سے پہلے میں کئی کتابیں پڑھا کرتا تھا۔ لیکن جدید انگلش ٹیچر نے مجھے ان سب سے بے نیاز کر دیا!!

> اگر لائق استاد کا کام نہ دے تو کل قیمت واپس منگوالیں

قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک جو اس لحاظ سے کچھ بھی نہیں۔ کہ یہ کتاب بہت جلد اور بڑی آسانی سے انگریزی سکھاتی ہے یہاں تک کہ کم فرصت اور کم ذہن شخص بھی چند ہی روز میں گفتگو اور ترجمہ کرنے لگ جاتے ہیں:

قمر برادرز (الف) شملہ

تپ دق و ذیابیطس کا
سنیاسی علاج

تپ دق۔ یہ مہلک اور تباہ کن مرض جس گھر میں اپنا قدم جماتا ہے نہ صرف مریض ہی کو ہلاکت تک پہنچاتا ہے۔ بلکہ اس گھرانے کے باقیماندہ اراکین بھی اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہم نے بڑی لمبی تجربہ کی عمر کے بعد اس کا مجرب تیر بہدف سنیاسی نسخہ نکالا ہے جو دم مسیحائی رکھتا ہے۔ یعنی تین روز دوائی استعمال کرنیکے بعد کھانسی کو آرام ہو جاتا ہے۔ ایک ہفتہ تک بخار سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جاتی ہے۔ قیمت پانچ روپے (صہ)

ذیابیطس۔ پیشاب بار بار بکثرت آنا اور پیاس بہت لگنا جسم کی تمام چربی خارج ہو جانا مریض کو چند ہی دنوں میں زندگی سے مایوس کر دیتی ہے ہمارا دوائی صدہا مریضوں پر آزمودہ ہے۔ ایک ہفتہ میں انشاء اللہ صحت ہو جاتی ہے۔ قیمت پانچ روپیہ (صہ)

ملنے کا پتہ:
فاروقی سنیاسی احمدی
شہر سیالکوٹ۔ (پنجاب)

ضرورت ہے

ایسے امیدواروں کی جو گورنمنٹ ریلوے و محکمہ نہر وغیرہ میں ملازمت کرنے کے خواہشمند ہوں۔ مفصل حالات ۲/ کا ٹکٹ بھیج کر معلوم کریں۔

امپیریل ٹیلیگراف کالج نئی سڑک دہلی

ایک باموقعہ مکان

یعنی حضرت خلیفہ اول رضہ کے مکانات کے شمال مسجد مبارک کے قریب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے نئے مکان کے متصل ایک آٹھ دس مرلہ کا مکان قابل فروخت ہے۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

م۔ معرفت منیجر الفضل
قادیان

پیام صحت (رجسٹرڈ) مشتمل بر ۲ جلد

طب ہومیوپیتھی کی جامع و لاجواب تصنیف با تصویر بڑی تقطیع ضخامت ۷۰۰ صفحات:
جلد اول } درباره تشریح جسم انسانی افعال الاعضاء حفظان صحت۔ فلسفہ طب ہومیوپیتھی۔ طریق تشخیص امراض طریق دواسازی و خواص الادویہ۔ قیمت آٹھ روپے۔
جلد دوم } درباره علم العلاج۔ علامات و اسباب مرض تشریح العلامات وابہ گری وطبی لغات قیمت بارہ روپے۔
رعایت۔ ہر دو کے خریدار سے صرف اٹھارہ روپے۔ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ۔ ہومیوپیتھک میڈیکل ہال چھاؤنی فیروزپور۔

ہول سیل

کراؤن لیمپ پٹرومکس لیمپ ہر قسم کا پرائمس اسٹو اور اس کا جملہ سامان اور جملہ ڈیزائن کے لالٹین (یعنی قندیل) اور ہر قسم کی بیٹری اس کا مصالحہ سلور سگار لائٹ اور بیٹری والے پھول وغیرہ وغیرہ کے۔

بعد ارزاں ہول سیل بیلائر

فہرست نہیں ہے جس چیز کی ضرورت ہو۔ نام لکھکر قیمت وغیرہ دریافت کر لیں۔

ملنے کا پتہ

ایل۔ ایچ۔ ایم اینڈ کمپنی مانڈوی نمبر ۳ بمبئی

ہندوستان کی خبریں

——— شملہ۔ ۲۳ رمئی۔ یہ خبر کہ مہاراجہ جے پور کو جو آج کل ولایت میں ہیں۔ کسی نے پولو کھیلتے ہوئے گولی ماردی۔ بالکل بے بنیاد ہے۔ اور مہاراجہ بالکل تندرست ہیں

——— منشی گنج (ڈھاکہ) ۱۸ رمئی۔ کالی کے مندر میں داخلہ کے سلسلہ میں جو ستیہ گرہ گذشتہ ۹ ماہ سے جاری تھا وہ آج دو سو عورتوں کی مدد سے کامیاب ہوگیا۔ ان عورتوں نے کلہاڑوں اور ہتھوڑوں سے مندر کے دروازوں کو بند کرنے والے تمام سامان کو توڑ دیا۔ مخالفین داخلہ نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ اور علیحدہ کھڑے رہے؛

——— شیلانگ۔ ۲۳ رمئی۔ آسام کی حکومت نے ایک طویل بیان شایع کیا ہے۔ جس میں عید کے موقعہ پر گوہاٹی کے بلوہ کے متعلق پولیس کی تحقیقات کے نتائج بیان کئے گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ چٹاگانگ کے ایک مسلمان نے ایک ہندو عورت کے لڑکے سے ایک بیل خریدا تھا۔ اس ہندو عورت نے جب دوسرے دن بازار میں اس بیل کو مسلمان کے قبضہ میں دیکھا۔ تو شور مچادیا۔ کہ اس کا بیل قربانی کرنے کے لئے چرا لیا گیا ہے۔ بیل خریدنے والے اور اس کے ساتھیوں نے بیل واپس دینے سے انکار کر دیا جس پر فساد ہوگیا۔ ہندو مسلم کشیدگی ابھی تک بہت زیادہ ہے۔ اس لئے غیر سرکاری تحقیقات سے جذبات اور زیادہ مشتعل ہونگے حکومت آسام ان اشخاص کو جو غیر سرکاری تحقیقات کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کسی قسم کی مدد نہ دیگی؛

——— ملتان۔ ۲۵ رمئی۔ میونسپلٹی کے عائد کردہ واٹر ٹیکس کے سلسلہ میں ملتان میں جو صورت حال پیدا ہوگئی ہے۔ اس کے نتیجہ کے طور پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے سات روز کے لئے دس سے زیادہ اشخاص کے جلسہ اور جلوس کی ممانعت کا حکم دے دیا تھا۔ آج بیس آدمیوں کے ایک جلوس نے اس حکم کی خلاف ورزی کی کوشش کی۔ پولیس نے مجمع کو لاٹھیوں سے منتشر کر دیا۔ بہت سے اشخاص زخمی ہوئے۔ ایک ہسپتال میں انتقال کر گیا۔ ایک پولیس کنسٹبل کے کلائی پر زخم آیا ہے۔ شہر میں ہڑتال کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

——— بمبئی ۲۵ رمئی۔ جدہ کے پاس ایک فرانسیسی جہاز الشیا میں جو حاجیوں سے بھرا ہوا تھا۔ آگ لگنے کی خبر گذشتہ پرچہ میں دی جاچکی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس جہاز میں کوئی ہندوستانی حاجی سوار نہ تھا؛

——— امرتسر ۲۴ رمئی۔ بھدر اکالی مندر کے نزدیک ایک میلہ کی تقریب پر لوگوں کا ایک بڑا مجمع اکٹھا تھا۔ آٹھ بجے شام کے قریب اجتماع کے اندر ایک بم پھینکا گیا۔ جس سے بیس سے زیادہ آدمی جن میں بچے بھی شامل تھے۔ مجروح ہوئے؛

——— ڈھاکہ۔ ۲۳ رمئی۔ کل نواب پور روڈ اور بنگسال روڈ کے مقام اتصال پر فرقہ وار فساد رونما ہوا۔ جس سے متعدد ہندو اور مسلمان زخمی ہوگئے۔ وجہ یہ تھی۔ کہ ایک مسلمان لڑکے کو جو ہندو لڑکوں کے ساتھ بازار میں کھیل رہا تھا۔ زدوکوب کیا گیا تھا جس پر مسلمان اس کی امداد کو آئے۔ ہندوؤں نے اپنے مکانوں کی چھتوں سے ان پر پتھروں کی بارش شروع کر دی۔ ایک پولیس سارجنٹ بھی پتھروں سے زخمی ہوا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے بعد مسلمانوں نے بہت سی دوکانوں اور مکانات کو لوٹ لیا۔ اور کچھ کپڑے کو آگ لگا دی۔ سات ہندو گرفتار کئے گئے ہیں؛

——— اخوندزادہ ملا محمود نے جو تیراہ کے سب سے زیادہ بارسوخ ملا ہیں۔ خاکی میں آفریدیوں اور اورک زئیوں کے ایک مشترکہ جرگہ کی صدارت کرتے ہوئے حکومت برطانیہ کی مخالفت کرنے اور کانگریس کے ساتھ تعلق رکھنے کی سخت مذمت کی۔ اور کہا۔ کہ اگر ہندو اپنی کوششوں میں کامیاب ہوگئے تو وہ مسلمانوں کو کچھ بھی نہیں دینگے؛

——— پشاور۔ ۲۴ رمئی۔ چونکہ چارسدہ کے سب ڈویژن میں بدامنی کے مظاہروں میں تخفیف رونما ہونے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اس لئے حکومت نے موٹر گاڑیوں کے قانون کے نفاذ کا جو اعلان کیا تھا۔ ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔

——— کراچی ۲۴ رمئی۔ آج صبح کراچی کی پولیس نے ستیہ گرہیوں کے ناجائز نمک کی دوکان پر چھاپا مارا۔ پولیس کا بہت بڑے ہجوم سے تصادم ہوگیا۔ لاٹھیوں سے حملہ کیا گیا متعدد اشخاص زخمی ہوئے۔ دوپہر تک بالکل امن ہوگیا؛

——— پشاور۔ ۲۴ رمئی۔ فصل ربیع کی ناکامی کی وجہ سے حکومت نے ضلع پشاور میں مالیہ اراضی اور آبیانہ میں دو لاکھ روپیہ کی تخفیف منظور کی ہے؛

——— بمبئی ۲۴ رمئی۔ حکومت ہند اور ہندوستانی ریڈیو ٹیلیگراف کمپنی میں ہندوستان اور انگلستان کے درمیان بے تار ٹیلیفون کے قیام کے مسئلہ پر گفت وشنید ہو رہی ہے۔

——— بمبئی۔ ۲۵ رمئی۔ آج صبح ایک سو رضاکاروں نے جن کے ساتھ دو ہزار کے قریب تماشائی بھی شامل ہوگئے تھے وڈالہ کے کارخانہ نمک پر حملہ کیا۔ پولیس نے لاٹھیوں سے حملہ کر دیا۔ متعدد اشخاص زخمی ہوئے۔ لیکن بہت سے اشخاص نمک تک پہونچنے میں کامیاب ہوگئے۔ دو گھنٹے تک پولیس اور لوگوں کے درمیان مقابلہ ہوتا رہا۔ پولیس لاٹھی چلاتی رہی دو گھنٹے کے بعد حملہ آور ستر اشخاص زخمی چھوڑ کر جن میں سات شدید زخمی ہوئے ہیں۔ واپس لوٹے؛

——— شولاپور ۲۴ رمئی۔ کرفیو آرڈر بالکل منسوخ کر دیا گیا ہے۔ امید ہے۔ کہ مارشل لا بھی اگلے ہفتہ کے شروع میں اٹھا لیا جائیگا۔ پولیس اور فوج کی پارٹیاں دن رات شہر میں گشت کرتی رہتی ہیں۔ کل شام کو تین کانگریسی ممنوعہ نشانات کا مظاہرہ کرنے کے الزام میں گرفتار کئے گئے؛

——— پانڈیچری۔ ۲۴ رمئی۔ موسیو جوانان فرانسیسی ہندوستان کے جدید گورنر آج کولمبو سے یہاں پہونچ گئے؛

——— شملہ۔ ۲۱ رمئی جب سر ہمفریز ناجی سفیر برطانیہ کابل میں وارد ہوئے۔ تو شاہ محمد نادر شاہ نے انہیں دربار عام میں شرف ملاقات بخشا۔ اور سند مرحمت فرمائی؛

——— راولپنڈی۔ ۲۵ رمئی۔ آج جب چند کانگریسی کارکنوں کے مقدمہ کی کارروائی شروع ہونے والی تھی۔ ہجوم نے کمرہ عدالت کے باہر انقلابی نعرے لگائے۔ پولیس نے ہجوم پر دوبار لاٹھیوں سے حملہ کیا۔ تیرہ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ ۲۵ اشخاص کو شدید زخم آئے؛

——— لاہور ۲۳ رمئی۔ مہاشہ خوشحال چند خورسند ایڈیٹر ملاپ کو زیر دفعہ ۱۲۴ (الف) جو سزا ہوئی تھی۔ اس کے سلسلہ میں ہائیکورٹ میں اپیل دائر تھی۔ جس کی سماعت جسٹس سر عبدالقادر کی عدالت میں ہوئی۔ فاضل جج نے سزا میں یہ تخفیف کی۔ کہ جو سزا ملزم بھگت چکا ہے۔ وہی کافی ہے۔ دو سو روپیہ کی سزا بحال رہی؛

——— الہ آباد۔ ۲۱ رمئی۔ گاندھی جی کی مہم سے گجرات کے دیہاتیوں کے دل میں یہ خیال جاگزین ہوگیا ہے۔ کہ اب حکومت برطانیہ کا راج نہیں رہا۔ ڈاکوں اور قتل کی کئی وارداتیں ہوچکی ہیں۔ چوروں اور لٹیروں کی بن آئی ہے؛

——— پنجاب کونسل کے ۷ سرکردہ مسلم ممبران نے وائسرائے کے نام ایک اہم مکتوب ارسال کیا ہے۔ جس میں سیاسی شورش کی مذمت کرتے ہوئے صوبجاتی خود اختیاری کا مطالبہ کیا ہے۔ نیز لکھا ہے۔ کہ صوبہ سرحد میں شورش کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ وہاں کے لوگ بیس سال سے اپنے حقوق کی پامالی کو دیکھکر مایوس ہوگئے ہیں؛

——— شملہ۔ ۲۶ رمئی۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ تحصیل مردان کے ایک گاؤں گنز گڑھی میں ایک بلوہ کے دوران میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو قتل کر دیا گیا۔ تفصیلات ابھی معلوم نہیں ہوئیں؛

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان سے چھپا کر مالکان کیلئے قادیان سے شایع کیا۔